YOUTH PARLIAMENT PAKISTAN
YOUTH DEBATES

Wednesday, September 19, 2012

The Youth Parliament Pakistan met in the Margalla Hotel Hall Islamabad at thirty five minutes past two in the afternoon with Madam Deputy Speaker (Ms. Sarah Abdul Wadood Khan) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

Item No. 4. **RESOLUTION**

میڈم ڈپٹی سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب محمد عمر ریاض، جناب محمد سہیل، جناب عمیر نجم، مس انم محسن اور جناب محمد حامد چوہدری ایک قرار داد پیش کرنا چاہتے ہیں۔ محمد عمر ریاض صاحب! آپ resolution move کریں۔

Mr. Muhammad Umar Riaz: Madam Speaker: I would like to move a resolution that;

"This House is of the opinion that weak and corrupt democratic rule has always resulted in the emergence and even dominance of the military in the political milieu, thus making the Army a key decision-maker not only in maintaining defence but also in chalking out domestic, foreign and security policies. From clerical staff to higher offices and bureaucrats, corruption of one kind or the other is widespread. The need of the hour is to make internal policies based on accountability to counter corruption and drastic reforms need to be initiated".

Madam Speaker! If we analyze the corruption perception index of Transparency International, it becomes clearly evident that Pakistan ranks 142. It is a very worse ranking if we analyze the Transparency International's ranking. Keeping in view the corrupt activities when which have been conducted by the democratic governments in the recent past that served as one of the factors which resulted in the emergence and dominants of the dictatorship rule and that clearly defines the civil military dictatorship in so many dimensions. What we need to do that if we want to have a sustainable democratic government within our state, it is the need of the hour that transparency and accountability measures are made more straight in order to deal with the rising levels of corruption.

We do have National Accountability Ordinance, we do have National Accountability Bureau but the problem again lies with the implementation. It is very evident that from courts to the bureaucrats to the clerical staff corruption is widespread. If we analyze the subordinate judicial system of the country, we would come to know that if there is a tussle between the rich and the poor, the rich will mostly prevail but

if there is a judicial tussle between the rich and the rich, the one who has the democratic government, the political influences on his side that person would prevail. So, it is in one way or the other makes and dominates in the form of the law of the jungle where the mightier gets most of the benefits. This has resulted in so many ways and the consistent interference of the military dictatorship within the democratic government. So it is the need of the hour and we should urge that to maintain a sustainable democratic government, the counter corruption strategies need to be ensured, so that the dictatorship can be challenged in a very much more effective way. Thank you.

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ، جناب گوہر زمان صاحب۔

جناب گوہر زمان: شکریہ، میڈم سپیکر! جناب عمر ریاض صاحب نے بہت ہی اہم مسئلے کی جانب توجہ مبذول کرائی ہے۔ ہم بارہا فوج کو لعن طعن کرتے رہتے ہیں کہ فوج آجاتی ہے اور جمہوریت کو derail کردیتی ہے، فوج آکر آئین توڑ دیتی ہے اور جب وہ آتی ہے تو ظلم وستم شروع کردیتی ہے اور dictatorship شروع کردیتی ہے لیکن کبھی ہم نے یہ نہیں سوچا کہ ہم اس کو خود ہی بال بنا کردیتے ہیں۔ کیوں؟ نوے کی دہائی دیکھیں تو اس دہائی میں ایک حکومت آتی ہے، کرپشن کے الزامات، حکومت برطرف ہو جاتی ہے۔ دوسری حکومت آتی ہے، کرپشن کے الزامات، حکومت برطرف ہو جاتی ہے، پھر تیسری حکومت قائم ہوتی ہے اور اس کے بعد چوتھی حکومت، اس طرح چار حکومتیں آتی ہیں تو مجھے بتائیں کہ کیا جمہوریت اس طرح سے چلے گی تو عوام کی فلاح و بہبود ہو گی اور کیا اس طرح عوام کسی تیسری قوت کی جانب نہیں دیکھیں گے؟ میڈم سپیکر! وہ بالکل تیسری قوت کی جانب دیکھیں گے۔ ہم خود انہیں باربارموقع دیتے ہیں۔ ہم بات کرتے ہیں کہ ایوانوں میں کرپشن اور رشوت خوری ہے تو میں اس بات سے اتفاق نہیں کرتا کیونکہ آج صرف ایوانوں میں رشوت خوری نہیں ہے، آج ہمارے ہاں ایک سویپر سے لے کر صدر پاکستان تک corrupt ہیں اور یہ آج سے نہیں بلکہ گزشتہ ساٹھ سالوں سے ہوتا آیا ہے۔ آپ دیکھیں جب ملک آزاد ہوا تو اس کے بعد پہلا الیکشن 1970 میں ہوا، اس سے پہلے یہاں کوئی check and balance نہیں تھا۔ اس سے پہلے یہاں فوج باربار آتی تھی، نہ کوئی فوج کو پکڑنے والا تھا نہ کوئی civilians کو پکڑنے والا تھا۔ جب عوام یہ دیکھتے ہیں کہ جن لوگوں کو انہوں نے منتخب کیا ہے اور انہی سے ہم نے expectations لگائیں، جب وہ اپنے کام سے ہٹتے نظر آتے ہیں تو اس کے بعد انہیں یہی نظر آتا ہے کہ چلیں فوج کو بلا لیں کیونکہ وہ کچھ disciplined تو ہیں، وہ بھی کھائیں گے، اس طرح یہ ایک system بن چکا ہے۔ ہمیں اس میں individual capacity سے بات شروع کرنی پڑے گی کہ کرپشن ہماری رگ رگ میں بس گئی ہے۔ مجھے یہ کہنے میں بہت شرمندگی محسوس ہوتی ہے کہ even ہماری پڑھی لکھی youth بھی اس کینسر سے محفوظ نہیں رہ سکی کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ نوکریوں کے لیے سفارش اور رشوت سے کوئی گریز نہیں کرتا۔ وہ دن آجائے جب کوئی طالبعلم اپنی تعلیم ختم کر کے یہ کہے کہ میں تب تک نوکری نہیں لوں گا جب تک مجھے میرٹ پر نوکری نہیں ملے گی تو میں سمجھتا ہوں کہ آہستہ آہستہ ایک تبدیلی آجائے گی اور یہ system بہتری کی جانب چلے گا اور ایسی نئی قوتوں کو بات کرنے کا اور پروان چڑھنے کا موقع نہیں ملے گا۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب تیمور شاہ صاحب۔

جناب محمد تیمور شاہ: شکریہ، میڈم سپیکر! اس resolution میں کرپشن کی بات کی گئی ہے، وہ تو ٹھیک ہے لیکن میں اسے بہت ہی confusing resolution کہوں گا کیونکہ پہلے وہ کہہ رہے ہیں کہ democratic institutions خراب ہیں، اس کے بعد they move on the military اور اس کے بعد وہ bureaucracy پر آجاتے ہیں تو وہ ہر ایک کو بہتی گنگا میں رگیدھ رہے ہیں، کسی ایک پر بات کی جائے اور specify کیا جائے کہ کون کون corrupt ہے؟ Army corrupt ہے، bureaucrats corrupt ہیں یا democratic institutions and entities corrupt ہیں؟

جہاں تک کرپشن کی بات ہے تو یقنیاً اس ملک میں کرپشن ہو رہی ہے but there are few assumptions in the law and these assumptions are that everybody is sane and responsible for his act. Number two, everyone is innocent until proven guilty by the court of law. ہمارے ملک میں courts of law بنی ہوئی ہیں، Anti-Corruption Courts بھی ہیں۔ میرے بھائی نے بات کی کہ نیچے سے لے کر صدر پاکستان تک ہر آدمی corrupt ہے تو بات یہ ہے کہ مقدمات عدالتوں میں چلتے ہیں۔ اگر وہاں سے کوئی بری ہو جاتا ہے تو وہ نہیں ہے، this is the respect of the law which every human being and every responsible citizen of the country should acknowledged that if the court of law has saved someone and acquitted someone from the charges against him/her تو اس کو respect کیا جائے بہ نسبت ہم اسے کہیں جائیں کہ وہ آدمی corrupt ہے، وہ آدمی corrupt ہے۔ Let the courts do their work and provide significant evidence.

میڈم سپیکر! آخر میں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمیں proper investigations کرنی چاہییں اور یہ کام investigative agencies کا کام ہے کہ وہ اس کی صحیح investigations کریں کہ کیا کسی نے corruption کی ہے تو وہ کس حد تک ہے؟ اگر پولیس کے under یہ چیز آتی ہے، Anti-Corruption Bureau ہے، وہ عدالتوں میں جو چالان جمع کراتے ہیں which is in fact the proof اور investigation کے سارے process کو بہتر بنانے کے لیے انتظامات کیے جائیں، قوانین بنائے جائیں جس طرح recently ہوئی ہے کہ جو text messages, e-mails بھی proof کا حصہ ہوں گے تو جو لوگ دہشت گردی کی دفعات میں عدالتوں میں پیش ہوتے ہیں، انہیں قرار واقعی سزا دی جاسکے، اس طرح کی کوئی legislation آنی چاہیے جس سے ایسی investigation ہو اگر کوئی corruption کرے تو اس کا باقاعدہ ثبوت ہو اور عدالتیں بھی اس کو سزا دینے کے قابل ہو جائیں۔شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ، جناب علی رضا صاحب۔

جناب علی رضا: شکریہ، میڈم سپیکر! نہ Army corrupt ہے، نہ Bureaucrats corrupt ہیں، نہ سیاستدان corrupt ہیں، ہم سب corrupt ہیں اور ہم سب اس بات کو acknowledge کریں۔ اس resolution میں کوئی ابہام نہیں ہے، یہ بہت clear resolution ہے۔ اس resolution پر میرے کچھ تحفظات ہیں جن پر میں زیادہ stress کرنا چاہوں گا۔ پہلی چیز یہ کہ ہم financial corruption کو کیوں دیکھ رہے ہیں، ہم اس بات کو بھی دیکھیں کہ ہم morally کتنے corrupt ہیں؟ مجھے mention نہیں کرنا چاہیے لیکن اگر ہمارا کسی resolution میں نام ہو اور ہم اس وقت نہ موجود ہوں تو میرے خیال میں یہ بھی ایک corruption ہے چونکہ ہم اپنا part اس میں موجود رکھنا چاہ رہے ہیں اور ہم لوگ اُس وقت موجود نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ institutions کی بات کی گئی ہے، definitely

ہمارے پاس policies بھی ہیں، قوانین بھی ہیں follow کوئی نہیں کرتا۔ اس کا ایک way forward یہ ہے کہ اپنے ملک کے ساتھ، .we need to strict to these democratic values پاکستان کی پینسٹھ سالہ تاریخ میں اگر فوج کے مارشل لاء نہ آتے تو corruptسیاستدان خود بخود ختم ہو جاتے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ آج حکومت میں جتنی corruption ہے اور ایک اصول کی بات ہے کہ جب ہمارا voter next time vote ڈالنے کے لیے جائے گا تو وہ کبھی بھی ایسے لیڈر کو منتخب نہیں کرے گا جس کے بارے میں اسے یقین ہے کہ وہ لیڈر corrupt ہے۔ ہمیں democratic values and principles کو قائم رکھنا چاہیے اور جمہوریت کی خوبصورتی یہ ہے کہ پارٹیوں میں بھی corrupt سیاستدان وقت کے ساتھ ساتھ ختم ہو جاتے ہیں۔

میڈم سپیکر! حکومت باربار یہ کہہ رہی ہے کہ ہم نے اپنے tax net کو بڑھانا ہے، آپ اپنا tax net increase کریں گے تب آپ کو اندازہ ہو گا کہ کون کتنا corrupt ہے؟ کس کے پاس کتنی دولت ہے؟ وہ کون لوگ تھے جو کل سائیکل پر تھے اور آج اتنے بڑے بڑے media groups کے owner بن گئے؟ آخر کچھ تو تھا جس کی وجہ سے انہوں نے اتنی دولت اکھٹی کر لی ہے۔

میڈم سپیکر! اس resolution کے background میں یہ بات بھی کہنی چاہیے کہ ہمارے پاس rules and laws بہت زیادہ ہوتے ہیں لیکن ان کی implementation کا مسئلہ ہے۔ برائے مہربانی آپ کا bureaucracy پر کوئی check and balance ہونا چاہیے، انہیں جوابدہ ہونا چاہیے اور ایک سیاستدان یا پارلیمنٹ کو یہ اختیار ہونا چاہیے کہ اگر کوئی bureaucrat کسی corruption میں ملوث ہے تو اسے نوکری سے فارغ کیا جائے بجائے اس کے کہ اسے warning letter issue کیا جائے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ، محترم جمال جامی صاحب۔

جناب جمال نصیر جامی: شکریہ، میڈم سپیکر! یہ بہت اچھی resolution پیش کی گئی ہے لیکن میں اس میں ایک چیز پر توجہ دلانا چاہوں گا۔ جیسے تیمور شاہ صاحب نے کہا کہ سب کو ہی کرپٹ قرار دے دیا گیاہے، میرے خیال میں فوج کو یہاں ابھی بھی corrupt قرار نہیں دیا گیا ہے۔ مجھے تو یہ بھی سمجھ نہیں آتی کہ ہم ایک آدمی کے ساٹھ ملین ڈالروں کے بارے میں روتے رہیں وہ تو corrupt ہو گیا لیکن ایک تنخواہ دار ملازم کا چک شہزاد میں فارم ہاؤس بنتا نظر نہیں آتا کیونکہ سرکاری نوکری میں گھر بھی نہیں بنا سکتے اس لیے یہ پتا چلنا چاہیے کہ یہ فارم ہاؤس کتنے پیسوں کا بنا ہے؟ یہاں NLC میں کیا ہو رہا تھا یہ چیز بھی سب کو پتا چلنی چاہیے۔ یہاں اوجڑی کیمپ جیسے حادثات کیسے ہوتے ہیں، یہ بھی سب کو پتا چلنا چاہیے۔

میڈم سپیکر! ان چیزوں کے باوجود بہتری تو آئی ہے۔ حکومتی بنچوں سے ایک معزز رکن نے کہا کہ جو بھی تبدیلی آئی وہ جمہوری حکومتیں ہی لائی ہیں۔ آج آپ دیکھیں کہ Public Accounts Committee فعال ہے، National Accountability Bureau فعال ہے، عدلیہ کو بحال کیا گیا، judicial activism ہے اور اس کے نتیجے میں corruption کے مقدمات بڑے پیمانے پر سامنے آرہے ہیں اور حل بھی ہو رہے ہیں۔ اس کے برعکس دیگر ادوار میں کیا ہوتا رہا ہے اگر وہ سامنے نہیں آتا رہا تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ ان ادوار میں دودھ کی نہریں بہہ رہی تھیں۔ پاکستان کے مسائل اگر حل ہو سکتے ہیں تو جمہوریت میں ہی حل ہو سکتے ہیں اور جمہوری لوگوں کی کوششوں سے ہی حل ہو سکتے ہیں۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ہر آدمی کے ذہن میں یہ بات ہونی

چاہیے کہ وہ کہیں نہ کہیں accountable ہے، بے شک آج وہ power میں ہے، اگر آج وہ جنرل ہے تو کل اس کی جرنیلی ختم ہو جائے گی، یہ concept ختم ہونا چاہیے کہ ہاتھی زندہ لاکھ روپے کا اور مردہ سوا لاکھ کا۔ اس میں اخلاقی ذمہ داری بھی آتی ہے، جیسے ایک دوست نے کہا کہ کرپشن بہت اقسام کی ہے، یہ بھی کرپشن ہے کہ ہر تین سال بعد پارٹی تبدیل کر لی جاتی ہے۔ ہمارے ہاں صرف مالی کرپشن پر بحث ہوتی ہے لیکن ہر ادارے میں ہر طرح کی کرپشن کا روج ہو گیا ہے، اس میں اخلاقی، مالی، بےضابطگیاں وغیرہ یہ ساری ایسی چیزیں ہیں جنہیں جمہوری ادوارمیں ہی حل کیا جاتا رہا ہے اور اس پر توجہ دی جاتی رہی ہے۔ میرے خیال میں کرپشن ختم کرنے کا واحد حل یہ ہے کہ جمہوریت کو مضبوط کیا جائے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ، محترمہ ایلیا نوروز علی صاحبہ۔

محترمہ ایلیا نوروز علی: شکریہ، میڈم سپیکر! انہوں نے یہاں کہا تھا کہ پاکستان جیسے ملک میں جہاں جمہوری نظام میں بھی کرپشن ہے اسی وجہ سے آرمی والے decision makers بن جاتے ہیں۔ ہم ایک جگہ بحث کر رہے تھے کہ بدترین جمہوریت اچھے مارشل لاء سے بہتر ہے لیکن جب پاکستان کی بات کی گئی تو وہاں یہ کہا گیا کہ پاکستان جیسے ملک میں جو ایک الگ case ہے، یہاں پر dictatorship ہی بہتر طریقے سے چل سکتی ہے کیونکہ ہماری democracy is not doing his own work بلکہ وہ سیاستدان آپس کے معاملات میں پھنسے ہوئے تھے اور ملک کے معاملات کی طرف کسی کی کوئی توجہ نہیں ہے۔ why are we turning towards Army? ہم آرمی کی طرف ہم اسی وجہ سے آتے ہیں کیونکہ Army is disciplined اور ہمیں پتا ہوتا ہے کہ اگر وہ کوئی فیصلے لیتے ہیں تو at least وہ implement ہو جائیں گے۔ یہاں ایک ممبر نے کہا کہ کرپشن صرف مالی نہیں بلکہ اخلاقی بھی ہے اور اگر ہم صرف اپنا کام sincerely کرنا شروع کر دیں تو پاکستان جیسے ملک میں چھوٹی چھوٹی باتوں میں investigation لانا شروع کر دیں گے تو پاکستان جیسے ملک کا کچھ بھی نہیں بننے والا، we should start with the broader issues اور پھر وقت کے ساتھ جب ہمارا کلچر کم ہو جائے گا then we can come to the other issues. Thank you.

Madam Deputy Speaker: Now I put the resolution to the House for voting.

(The motion was carried)

Madam Deputy Speaker: We have a new member with us.

جناب عبداللہ حماد ملک صاحب! آپ حلف لینے کے لیے کھڑے ہوجائیں۔

(اس موقع پر نئے ممبر جناب عبداللہ حماد ملک نے حلف اٹھایا)

Item No. 6 RESOLUTION

Madam Deputy Speaker: Next item No. 6 of Ms Shaheera Jalil Albasit, Mr. Gohar Zaman, Mr. Ubaid-ur-Rehman and Mr. Umar Riaz would like to move a resolution. Ms Shaheera Jalil Albasit please move the resolution.

Ms Shaheera Jalil Albasit: Thank you Madam Speaker! I would like to move a resolution that;

"This House is of the opinion that students in Private educational institutions which are administered by Pakistan Army, Navy and Air Force are strictly not allowed to conduct political debates and dialogues on matters relating to the Forces. This House is of the opinion that the

military administration of these educational institutions must maintain a difference between a military academy and a civil institution and that these students must be allowed to hold and express their views on all social issues and must not be restricted from healthy political dialogues”.

Madam Speaker! I here from such a university which is a private educational institute, which comes under the jurisdiction of Pakistan Navy.

ہماری یونیورسٹی میں حال ہی میں ایک طالبعلم ارسلان بلال کے بارے میں ایک مثال آئی۔ اس طالبعلم نے final year میں فوج کی involvement in the religious syllabus of the country کے حوالے سے ایک thesis میں اپنی reservations ظاہر کیں، اس کا یہ نتیجہ نکلا کہ اس طالبعلم کو from the Head of the Department of the University, the university which comes under the jurisdiction of Pakistan Navy کی طرف سے strict and severe قسم کی warning دی گئی۔اس student کا claim یہ تھا کہ جب آپ ایک طالبعلم کو thesis or final year میں research کرنے کی اجازت دیتے ہیں، آپ کے syllabus میں یہ ایک process ہوتا ہے جس کے تحت طالبعلم کسی چیز پر اپنی سوچ اور approach لگاتا ہے تو پھر آپ پر لازم ہو جاتا ہے کہ آپ اپنی سوچ کو اس طالبعلم پر لازم نہ کریں، اس طالبعلم کو اپنی approach and view رکھنے دیں۔ میڈم سپیکر! اس طالبعلم ارسلان بلال نے اپنے thesis میں اپنے views کا اظہار کیا جو Pakistan Army کے views merging religion into the education syllabus in our country سے counter کر رہا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسے from the university expel کر دیا گیا۔and not only that student is now not allowed to continue his study anywhere in Pakistan. آج صبح میری اس طالبعلم سے بات ہوئی ہے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ اس وقت اس position میں ہیں کہ وہ اپنی final year کی تعلیم کو pursue نہیں کرسکتے، پاکستان میں اپنی ڈگری حاصل نہیں کر سکتے کیونکہ because of the rigidity of Pakistan Navy جو پاکستان نیوی نے محض اپنی ego دکھانے کے لیے ایک student کی ego سے clash کروایا جب وہ طالبعلم یونیورسٹی کے سامنے hunger strike پر چلا گیا اور اس معاملے پر اسے students کی undisputed support حاصل ہوئی تو اس یونیورسٹی کی Navy authorities تھیں، انہوں نے صاف انکار کر دیا کہ ہم یہ case review نہیں کریں گے and the student must get up his hunger strike and go back home اور وہ اپنی تعلیم کو بھول جائے۔ میڈم سپیکر! اسی reference میں اسے by the Navel Authoritiesگرفتار کیا گیا اور اسے interrogation کے لیے لے جایا گیا۔ میڈم سپیکر! یہ تو وہی بات ہو گئی کہ آپ ایک اتنا بڑا ادارہ چلا رہے ہیں اور آپ یہ expect کر رہے ہیں کہ گویا یہ Pakistan Air Force کی رسالپور اکیڈمی ہو گئی یا Pakistan Army کی کاکول اکیڈمی ہو گئی جہاں آپ ڈنکے کی چوٹ پر بچوں کو کھڑا کر دیں گے، آپ ان کے سوچنے کا طریقہ define کریں گے تو میرا نہیں خیال کہ urban centres, Islamabad, Karachi وغیرہ میں Military کیjurisdiction سے باہر جتنے بھی institutes آتے ہیں تو ایک عام سیدھی سوچ اس بات کی اجازت دیتی ہے کہ اس contemporary and modernدورمیں جبکہ science, technology, religion ہر چیز پر debate ہوتی ہے، آپ اپنے طالبعلموں کو باندھ دیں کہ آپ نے یونیورسٹی میںpolicies پر debates conduct نہیں

کرانی ہیں، آپ نے religion پر دورائے نہیں رکھنی، دورائے سے مراد اس کو discuss ہی نہیں کرنا، وہ ایک sacred چیز ہو گئی جسے آپ نے discuss نہیں کرنی۔

میڈم سپیکر! میں اپنے ذاتی تجربے سے کہتی ہوں کہ ان institutes میں جو forces کے jurisdiction میں آتے ہیں، یہ بہت دیکھی جانے والی practice ہے کہ وہ اپنے طالبعلموں کو bound کردیتے ہیں کہ وہ policies پر debate نہ کریں، وہ dialogue societies قائم نہ کریں اور اس طرح آپ freedom of expression بالکل curtail کر دیتے ہیں، آپ ان لیڈروں کو مار دیتے ہیں جو may be student unions سے student club سے نکل کر آسکتے ہیں۔ شکریہ۔

جناب توصیف احمد عباسی: میڈم سپیکر! میرا point of order ہے کہ یہ جس طالبعلم کی بات کر رہی ہیں، یہ اس کا thesis دکھائیں، جو یونیورسٹی اتنے طالبعلموں کو داخلے دیتی ہے، affidavit fill کرنا پڑتا ہے کہ ان terms and conditions پر آپ کو ہمارے ساتھ رہنا پڑے گا اور اگر آپ ان terms and conditions کو violate کریں گے ظاہر ہے کہ وہ اس کو باہر نکال دیں گے۔

محترمہ شہیرہ جلیل الباسط: میڈم سپیکر! میں بھی اسی یونیورسٹی کی student ہوں، آپ affidavit میں اتنی clear terms نہیں رکھتے کہ اگر آپ نے thesis میں یہ جملہ mention کیا ہے تو ہم آپ کے خلاف سخت action لیں گے، نہیں، affidavit میں آپ ایک over all picture present کرتے ہیں اور میں یہ چیز واضح کر دوں کہ affidavit میں کہیں بھی یہ point mention نہیں تھا جو اس thesis سے براہ راست contradict کرے، یہی تو وہ بنیاد ہے جس کی وجہ سے issue اتنا بڑا بن گیا۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب گوہر زمان صاحب۔

جناب گوہر زمان: شکریہ، میڈم سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس قرارداد سے کچھ confusion پیدا ہو جائے، اس سے پہلے میں اس کو تھوڑا سا واضح کرنا چاہتا ہوں۔ یہاں پر ان institutions کی بات ہو رہی جوکہ administered by the Forces ہیں، افواج کے اپنے institutions کی بات نہیں ہو رہی تو اگر کوئی اس میں یہ سمجھے کہ افواج کے اداروں میں political debates کرانا چاہ رہے ہیں تو اس کا قطعاً یہ مقصد نہیں ہے۔ یہ ان institutions کی بات ہو رہی ہے جہاں پر civilians اپنا پیسہ دے کر افواج کی administration کے under تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ جب ایک civilian اپنا پیسہ دے کر تعلیم حاصل کرتا ہے، وہ پاکستان کا شہری بھی ہے اور پاکستان ایک جمہوری ملک ہے تو اس کے تمام جمہوری حقوق کی پاسداری اس institution کا فرض بن جاتی ہے۔ اس یونیورسٹی میں چونکہ فوجی management ہے، اس کا یہ قطعاً مطلب نہیں کہ وہاں پر پڑھنے والے civilians کے democratic rights کو snub کرلیا جائے۔ ایسا صرف ان institutions میں نہیں ہوتا، یہ چیز وہاں بھی ہوتی ہے جہاں ریٹائرڈ فوجی افسران کوas a chancellor and vice chancellor تعینات کر دیا جاتا ہے۔ میں اپنی مثال دینا چاہتا ہوں کہ میرا تعلق University of Engineering and Technology Lahore سے ہے، وہاں پر تیرہ چودہ سالوں سے ایک فوجی جنرل تعینات ہیں، پچھلے دنوں ایک حادثہ ہوا اور اس میں ایک student کی جان چلی گئی، اس میں hostel maintenance کا کوئی معاملہ تھا کہ ان کے hostel maintenance کی غفلت تھی۔ جب اس پر طلباء enrageہوئے، انہوں نے protest کیا تو اس احتجاج کو ختم کرنے کی کوششیں کی گئیں لیکن

بہرحال احتجاج کیا گیا۔ اس کے بعد ایک inquiry committee بنا دی گئی اور پوچھا گیا کہ آپ کا تعلق کس جماعت سے ہے۔ آپ کا background کیا ہے۔ میری ایک فائل نکال کر میرے سامنے کر دی گئی جس میں میرے پرانے گھر کا address, میری political party affiliation, میرا face book account بھی موجود تھا۔ مجھے ایسے لگا کہ خدانخواستہ میں نے کوئی بہت بڑا جرم کر دیا ہے اور میں بغاوت کی طرف چل پڑا ہوں لیکن میں نے صرف اپنا جمہوری حق استعمال کیا تھا اور اس بات پر احتجاج کیا تھا کہ اُس واقعے کے ذمہ داران کو سزا دی جائے۔ اسی طرح جن اداروں کی بات کی گئی ہے جن میں Air University بھی آتی ہے، بحریہ یونیورسٹی آتی ہے، National University of Science and Technology آتی ہے، ان اداروں میں بے شک دوسری activities جو personal development سے متعلق ہوتی ہیں وہ تو بالکل کرائی جاتی ہیں لیکن جہاں تک جمہوری حقوق کا تعلق ہے تو وہ ادا نہیں کیے جاتے۔ یہاں سوال صرف یہ ہے کہ جو پاکستان کے civilian tax payers citizens کیا ان اداروں میں جانا چھوڑ دیں؟ ان اداروں کے بنانے کا مقصد یہ ہے کہ اگر انہوں نے وہاں فوجی زندگی گزارنی ہے تو کیا وہ وہاں جانا چھوڑ دیں؟ اس پر legislation کی ضرورت ہے اور ان چیزوں کو monitor کرنے کی ضرورت ہے کہ ان اداروں میں جو civilians کو civilians ہی treat کیا جائے، ان پر فوجی اثر ورسوخ نہ ڈالا جائے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب عبیدالرحمٰن صاحب۔

جناب عبیدالرحمٰن: شکریہ، میڈم سپیکر! میں خود ایسے ہی تعلیمی دور سے گزرا ہوں، میں فضائیہ کالج سے پڑھا ہوں۔ اس resolution کے تین اہم حصے ہیں اور تینوں اہم حصوں کو جب تک علیٰحدہ علیٰحدہ نہیں سمجھا جائے گا اور پھر انہیں یکجا نہیں کیا جائے گا، ہمارے سامنے ایک متفقہ چیز نہیں آسکتی۔ پہلی بات یہ ہے کہ جو ادارے افواج کی administration میں ہیں، یہ افواج کی administration میں ہیں، ان کے finances Forces کی طرف سے نہیں آتے، ان کے finances civilians generate کرتے ہیں۔ ان کے finances کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اگر کوئی PAF کا آدمی ہو یا جس طرح میں فضائیہ کے سکول میں پڑھتا ہوں تو میں civilian کے مقابلے میں fee 10% میں پڑھ سکتا ہوں جبکہ civilian میرے مقابلے میں 90% زیادہ fee دینی پڑے گی۔ اس لیے تمام کے تمام expenses civilian برداشت کرتے ہیں۔ ایک طرح سے ان کا financial control civilians کے پاس ہے۔ یہ بہت اہم بات جاننے کی ہے کہ یہ کس طرح رسالپور یا کاکول اکیڈمی سے different ہیں جہاں پر آپ کو فوجی بنایا جاتا ہے، یہاں پر ان کی ایک طرح سے enterprise ہے کہ وہ عوام کو کس طرح سے better serve کرسکتے ہیں۔

میڈم سپیکر! یہاں میں ایک اہم بات mention کرنا چاہوں گا جس سے آپ کو یہ قرارداد سمجھ آسکے گی وہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں supreme law کون سا ہوگا؟ Supreme law کو سمجھنا بہت اہم ہے۔ کیا supreme law Army کی طرف سے ہو گا یا Department of Education کی طرف سے جو injunctions آئیں گی، وہ supreme ہوں گی؟ ہر ادارہ اپنی طرف سے ضرور ایسے اصول و ضوابط بناتا ہے جن سے وہ سمجھتا ہے کہ ان کے مطابق کارکردگی بہتر ہو سکے گی لیکن اس کے باوجود بھی ایک injunction ہوتی ہے کہ آپ کا کوئی بھی قانون Federal and Provincial Education Authority کے خلاف نہیں جا سکتا۔ اس چیز کو دیکھنے کی ضرورت

ہے کہ کیا political debate کرنا یا political thesis لکھنا یا important religions thoughtsرکھنا کیا یہ اس کی مخالفت میں آتا ہے؟ اگر مخالفت میں نہیں آتا تو جس طرح یہ دوسرے اداروں میں جائز ہو سکتا ہے اسی طرح اسے فوجی اداروں میں جائز ہونا چاہیے اور جائز رکھا جانا چاہیے۔

میڈم سپیکر! اس کے علاوہ اس resolution میں ایک اہم بات سامنے لائی گئی ہے کہ صرف Forces Administrative Institutes کا تعلق نہیں ہے، یہ ایک general بات ہے کہ کس طرح ہماری سوسائٹی میں political thought کو دبایا جاتا ہے۔ ہمارے تعلیمی اداروں میں بھی ان کو فوقیت نہیں دی جاتی، انہیں موقع نہیں دیا جاتا کہ وہ flourish کر سکیں تو یہاں یہ بات again آجاتی ہے کہ ہم نے اپنی قوم کو تشکیل دینا ہے، اپنے قومی رویے اور قومی سوچ کو تشکیل دینا ہے تو ہم کس طرح قوم کے جوانوں اور لوگوں کو اس بات کا حق دینا ہے کہ وہ اپنی independent thought رکھیں، اپنی independent thought لوگوں کے سامنے لائیں اور لوگوں کے اندر اتنا حوصلہ اور برداشت پیدا کرنی ہے کہ وہ اسے برداشت کریں اور اگر وہ اس کو support نہیں کرسکتے تو اس کے خلاف نفرت پھیلانا یا دوسری چیزیں کی جاتیں ہیں، انہیں نہیں ہونا چاہیے۔ میں نے اس قرارداد کی تینوں باتوں کو آپ کے سامنے بیان کیا ہے، اس کے مطابق میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں یہ قرارداد منظور کرنی چاہیے اور یہ بات تمام اداروں کے سامنے رکھنی چاہیے کہ کس طریقے سے ہمارے ہاں سیاسی سوچ نشوونما پا سکتی ہے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب عمر ریاض صاحب۔

Mr. Muhammad Umar Riaz: Thank you Madam Speaker! As we know that sometimes it becomes difficult for the general masses to differentiate and distinguish between the Pakistan Military Academy and PAF Risalpur from those civilian institutions which are carrying the name of military organizations. What we need to do, we need to determine the superior authority, we know about the Higher Education Commission, we know about the Higher Commission organizing regular debate competitions annually and we know that Higher Education Commission's impartiality towards organizing these debate competitions and the encouragement they put in these competitions. The need of the hour is that HEC in case of it is a university as Bahria University or NUST or Provincial Government in case of schools because now the education is the subject to the provincial government, now they need to define the certain boundaries. What needs to be done exactly because in these institutions the majority of the people would end up as civilians, they are not going to end up as military personnel. So it is very very important that we train the Higher Education Commission in case of universities and the Provincial Education Ministries in case of schools and other colleges etc., need to take a step forward to clearly define the policies which need to be debated upon within universities and the restrictions which are being imposed and the unnecessary restrictions because when you impose restrictions on the debates, when you impose restrictions on the freedom of expression, when you impose such magnified restrictions on the students mind that they need to debate on this topic and they need not to say a thing on that topic. I think that it costs a very negative impact on the thought development process which is very much important and which needs to be inculcated in the minds

of young generation of Pakistan. So I believe and I support the resolution in every and strongest possible manner and I need it deserves to be passed by this honourable House. Thank you very much.

میڈم ڈپٹی سپیکر: محترم حماد ملک صاحب۔

جناب محمد حماد ملک: شکریہ، میڈم سپیکر! یہ اچھی resolution ہے لیکن اس میں کچھ problems ہیں۔ سب سے پہلے بات کی گئی کہ private educational institutions تو میرے ایک بھائی نے اس کو کسی حد تک clear کرنے کی کوشش کی Pakistan Army, Navy or Pakistan Air Force جو ادارے استعمال کرتے ہیں یہ private نہیں ہوتے، یہ semi-government میں آتے ہیں، انہیں Army Welfare Trust funding کرتی ہے۔ یہ وہ institutions ہیں جو school level پر ہیں جیسے PAF Schools وغیرہ، اس میں کیڈٹ کالجز بھی آتے ہیں۔ بحریہ یونیورسٹی وغیرہ semi government organizations ہیں، ان کا اپنا ایک conduct ہوتا ہے، یہ اور بات ہے کہ ان کے Vice Chancellors Navy کے بندے رکھے جاتے ہیں۔

جناب والا! آزادی رائے کی بات کی گئی تو اس کو Army institutions سے جوڑا جانا ٹھیک نہیں ہے۔ صرف Army institutions میں ہی نہیں باقیوں میں بھی یہی ہوتا ہے، آپ کسی بھی یونیورسٹی میں داخلہ لیتے ہیں، وہ پہلے آپ سے affidavit لکھواتے ہیں جس میں کہا جاتا ہے کہ آپ کسی بھی قسم کی سیاسی سرگرمی میں حصہ نہیں لیں گے۔ اب اس پر depend کرتا ہے کہ آپ کی سیاسی سرگرمی کس level کی ہے۔ میری ایک معزز نے بات کی کہ ان کو threat کیا گیا اور نکال دیا گیا لیکن آپ یہ بات بھول رہی ہیں کہ یہ بھی اسی یونیورسٹی کی ہیں اور یہاں MYP ہیں۔ یہ بھی سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لے رہی ہیں۔ ہمیں ان کی details دی جائیں کہ اس طالبعلم نے اپنے thesis میں ایسی کیا بات کہی تھی جس پر ان کے ساتھ ایسا اقدام کیا گیا۔ صرف انہی کی یونیورسٹی میں نہیں بلکہ پورے پاکستان میں ایسا ہو رہا ہے۔ آپ کے گمشدہ افراد کی اتنی لمبی فہرست ہے، وہ یہی تو لوگ ہیں جو آزادی رائے پر کچھ کہنا چاہتے تھے اور انہیں اٹھا لیا جاتا تھا، اس آدمی کو اٹھایا تو نہیں گیا۔

جناب والا! اس resolution کو بجائے اس کے کہ آپ Army or Navy institutions سے جوڑیں، اگر اسے ایک normal آزادی اظہار رائے کی resolution کے طور پر پیش کیا جاتا تو یہ بہت اچھی resolution تھی۔ میں اب بھی قدرے اس کو support کروں گا لیکن صرف یہForces institutions باقیوں میں بھی یہی حالات ہیں۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: محترمہ شہیرہ جلیل الباسط۔

محترمہ شہیرہ جلیل الباسط: میڈم سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ میں MYP ہوں۔ میں نے جب اپنی یونیورسٹی کے Director Sahib کو بتایا کہ میں MYP ہوں تو جو response مجھے ملا، میرے ساتھ جتنی سختی کی گئی، اس سے definitely یہ ممبر واقف نہیں ہیں اور پھر جب میں یہ چاہتی ہوں کہ وہاں debates conduct کرائی جائیں، اس طرح کی کوئی سوسائٹی ہو۔ میری ابھی بھی کوشش ہے کہ کوئی ایسی society establish ہو جائے جہاں ہم political debates کر سکیں۔ Political debates سے مراد یہ ہوتی ہےکہ آپ کے ملک میں جو مسائل چل رہے ہیں، آپ ان پر debate کریں،discuss کریں، اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہوتا کہ آپ اپنی

affiliation ظاہر کریں اور کہیں کہ میں افواج کی support اس لیے نہیں کرتا کہ بلوچستان کا یہ مسئلہ ہے۔ میڈم سپیکر! پھر وہی بات آجاتی ہے کہ اگر میں MYP ہوں تو میری یونیورسٹی اس چیز کو entertain نہیں کر رہی، وہ مجھے کہیں سٹیج پر جا کر نہیں بٹھا رہے ہیں کہ یہ MYP ہے اور policies کو discuss کرتی ہے، ایسی بات نہیں ہے، they are looking down upon me میرے ساتھ ویسے ہی treatment چل رہی ہے جس کی میں یہاں مخالفت کر رہی ہوں۔ دوسری چیز انہوں نے کہا ہے کہ ہم اس resolution کو generalize look دے دیتے ہیں، اس کو freedom of expression کے domain میں لے آتے ہیں نہ کہArmy and Navy institutions کے ساتھ connect کر دیں اور کہیں کہ اُدھر ہی مخصوص طلباء کو اس چیز کا سامنا کر پڑ رہا ہے۔ میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ جس طالبعلم نے thesis لکھا تھا اس کی demand یہ تھی کہ ان کے social sciences کے department میں احمدیوں، قادیانیوں،blasphemy laws پر ایک debate conduct کرائی جائے جو کہ ان کے thesis کا right ہے کہ وہ طلباء آپس میں بیٹھ کر discussion کرنا چاہ رہے تھے۔ اس چیز پر سختی کی گئی اور Head of Social Sciences, Bahria University Islamabad Campus نے واضح الفاظ میں یہ بات کہی کہ اگر تو ہم نیوی کا ادارہ نہیں ہوتے یا ہماری Navy سے affiliation نہیں ہوتی تب یہ قدرے ممکن تھا کہ یہ discussion کی جاسکتی تھی لیکن اب نہیں کی جاسکتی کیونکہ ہم Navy سے affiliated ہیں۔

جناب محمد حماد ملک: میڈم سپیکر: میں point of order پر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ معزز ممبر نے کہہ دیا کیونکہ یہ ایک ایسے topic پر بات کی جا رہی تھی جس کی وجہ سے ہمارا ایک گورنر، ایک وزیر برائے اقلیتی امور قتل ہو چکے ہیں۔ یہ بہت sensitive topic تھا، بہت serious بات تھی کیونکہ اس سے violence create ہوتا، اسی وجہ سے اسے stop کر دیا گیا، یہ چیز انہوں نے خود clear کر دی ہے۔

محترمہ شہیرہ جلیل الباسط: میڈم سپیکر! Blasphemy laws ان تمام issues میں ایک issue تھا، وہ اس issue کو اٹھا کر وہ کوئی اور issue نہیں بنا رہے تھے، وہ بذاتِ خود احمدی تھے، وہ چاہتے تھے کہ religions sects پر discussion ہو جائے۔

Madam Deputy Speaker: You don’t want to propose any amendment in the wordings like private education, the rest of the movers of the resolution.

جناب گوہر زمان: میڈم سپیکر! میں بھی اس پر تھوڑی چیز add کرنا چاہوں گا۔ میڈم سپیکر! Public sector universities کی بات اس لیے نہیں ہو سکتی کیونکہ جس معزز ممبر نے یہ بات اٹھائی، ان کی یونیورسٹی میں کچھ ایسے حالات ہوتے ہیں کہ اکثر اوقات طلباء ٹیچروں کو ماررہے ہوتے ہیں اور ٹیچر چھپتے پھر رہے ہوتے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ وہاں پر ایسے حالات ہیں، ہم نے جو particular focus کیا ہے، اس پر ہی concentrate ہونا چاہیے۔

جناب محمد حماد ملک: میڈم سپیکر! یہاں میں ایک چیز کی clarification چاہتا ہوں۔ انہوں نے خود بات کر دی کہ وہ احمدی تھے اور وہ اپنے دین پر بات کرنا چاہ رہے تھے تو وزیر قانون میری اس بات کو second کریں گے کہ 1973 کے آئین کے مطابق کسی بھی احمدی کو اس کے مذہب کے مطابق نہ تبلیغ کرنے

کی اجازت ہے نہ انہیں preach کرنے کی اجازت ہے، ان کو اس وجہ سے stop کیا گیا ہو گا۔ اس لیے یہ resolution ادھر ہی ختم ہو جاتی ہے۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب سراج میمن صاحب۔

جناب سراج میمن: میڈم سپیکر! اس resolution میں جو مسئلہ اٹھایا گیا وہ condemnable ہے اورجس طالبعلم کے ساتھ ناانصافی ہوئی ہے، میری sympathies اس کے ساتھ ہیں لیکن جب تک یہ مسئلہ سامنے نہیں آجاتا اوراس resolution کی صحیح بات ایوان کے سامنے نہیں آتی تب تک ہمارے ذہن clear نہیں ہوپاتے۔ پورے ایوان میںBlue Party and Green Party کی طرف سے discuss ہوئی ہے، میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اصل مسئلہ ہماری تعلیمی پالیسی میں ہے۔ ہمارے Military institutions کو funding government کرتی ہے لیکن Army administration کے حوالے ہوتی ہے لیکن جو education policies بنانے والے ہوتے ہیں وہ تو حکومت کے ہوتے ہیں۔Similarly, اگر ہم دیکھتے ہیں کہ مدرسے اورseminaries وہاں یہ ban لگا دیں گے کہ آپ قادنیت پر بات نہیں کر سکتے، آپ احمدیوں پر بات نہیں کر سکتے، آپ Pakistan Army کو discuss نہیں کر سکتے، آپ امریکہ کی policy کو discuss نہیں کر سکتے، آپ Pak-US relations کو discuss نہیں کر سکتے تو basically مجھے جو main flaw نظر آرہا ہے وہ ہماری educational policy میں نظر آرہا ہے۔ اب 18th Amendment pass بھی ہو گئی ہے، ابھی تک ہمارے صوبوں نے اپنی تعلیمی پالیسی واضح نہیں کی۔ سندھ میں چار سال بعد کل اجلاس ہوا ہے۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی پالیسی نظر نہیں آرہی۔ جہاں تک اس topic کو discuss کرنے کی بات ہے تو میں اپنے Green Party کے معزز ممبر سے agree کرتا ہوں کہ 1973 کا آئین clearly address کرتا ہے کہ یہ واقعی sensitive issue ہے اور اسے discuss نہیں کیا جاسکتا۔ قادینی non-Muslims ہیں، وہ اپنی عبادت گاہ کو مسجد نہیں کہہ سکتے، تبلیغ نہیں کر سکتے، funding نہیں کرسکتے ۔ سندھ میں ہندوؤں کے conversion کے حوالے سے ان کے ساتھ جو ظلم ہو رہا ہے اس پر میری ایک رپورٹ بھی ہے۔ اس میں یہاں تک کہا گیا ہے کہ وہ کھلے عام کر رہے ہیں اور آئین کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب تیمور شاہ صاحب۔

جناب محمد تیمور شاہ: شکریہ، میڈم سپیکر! یہ resolution محترمہ شہیرہ نے propose کی ہے۔ میں honestly کہوں گا کہ یہ بہت sensitive issue ہے

and it is not only confine to private institutions, it has also expended to public institutes. The topic of debate and the topic of the thesis of that student is never discussed in any public institute nor in any private institute. Apart from that specific case, we do not encounter any incidence in any private or public institute in which teachers, administration and other facilitators they support students to develop a political vision and political empowerment in their minds. They discourage political debates, they discourage political unions and they discourage student unions as well. So we need to understand his point of view that generally speaking people in Pakistan, they avoid those people who are being political. The same goes for any employee if somebody goes for an interview and you have certain political affiliations and you mention it in your resume, the company which wants to hire you, they are reluctant to hire you because you have a

certain political affiliation. People generally in Pakistan they are reluctant to hire and they are reluctant induct students in their institutions who are political. This is a point which should be mentioned in student unions. The ban on student unions should be removed and once it is removed it will be removed from public institutions and private institutions as well.

Madam Speaker! Secondly, the cause and issue of the specific student which Shaheera is talking about, he should first primarily reach out to the Higher Education Commission, if they are not responding then he should reach to certain court of law,

اگر وہاں سے بھی انصاف نہیں ملتا تو پھر کہیں سے تو انصاف ملے گا۔یہاں resolution لانا، یقیناً اس resolution کے پیچھے بہت زبردست سوچ ہے، وہ اس لیے کہ پاکستان میں کہیں بھی، کسی بھی political debate کو چاہے آپ فیملی میں بیٹھے ہوں تو وہ بھی کہتے ہیں کہ اسلام اور سیاست کی باتیں public gathering میں نہیں کرنی چاہییں کیونکہ لوگ اس کو discourage کرتے ہیں۔ اگر آپ کہیں نوکری کے لیےجاتے ہیں، وہ آپ کو discourage کرتے ہیں، ٹیچر آپ کو discourage کرتے ہیں، student unions نہیں بننے دیتے تو ایک general concept public institutes میں بھی یہی ہے، this is not confine to private institute, it is also covering up the public institutes. Thank you.

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب احمد نمیر فاروق صاحب۔

جناب احمد نمیر فاروق: شکریہ، میڈم سپیکر! اس resolution کوconsider کرتے ہوئے ہم نے ایک بہت اہم چیز جن پر پہلے معزز ممبر نے بات کی ہے اسے miss out کیا ہے کہ ہمیں یہ consider کرنا چاہیے کہ what is the actual of Army? Army supposed to defend the borders of the country. ہم نے اس پر پہلے بھی کئی مرتبہ بات کی ہے، ہماری economic policy میں بھی یہ بات تھی کہ فوج کی intervention باقی زندگی کے state of affairs, پاکستان کے political affairs, educational affairs, business affairs میں minimum ہونی چاہیے۔ اگر آپ فوج سے اس چیز کو expect کرتے ہیں کہ ایک فوجی جب فوج کے خلاف بات ہو گی تو وہ چپ کر کے بیٹھا رہے گا تو ایسا نہیں ہو گا کیونکہ army والوں کو سکھایا ہی یہ جاتا ہے کہ آپ نے کبھی فوج کے خلاف بات نہیں ہونے دینی وہ اپنے لوگوں میں بھی فوج کے ایک لفظ نہیں بول سکتے ہیں اور وہ اپنے subordinate سے کبھی 'No' نہیں سنتے۔ ان کے under جو بھی لوگ کام کریں چاہے طلباء ان کے subordinate ہوں یا وہ جہاں بھی ہوں گے، وہ یہی expect کریں گے کہ ہم فوج کو ہر لحاظ سے protect کریں۔ That's why we should propose that the intervention of army in all sort of businesses, whether there are educational institutional or whatever as that should be ban in Pakistan. ان کی involvement ہونی ہی نہیں چاہیے، کیا کوئی civilian یہ institutes نہیں چلا سکتا؟ کیا UET Lahore کا Vice Chancellor کوئی civilian appoint نہیں ہو سکتا جو چودہ سالوں سے وہاں بیٹھا ہے؟ کیا ہمارے پاس ایسے educationalists نہیں ہیں جنہوں نے اتنے بڑے بڑے thesis لکھ دیے، وہ post doctorate کرواتے ہیں، ان کو تعلیم کے بارے میں پتا ہے اور کیا ہم انہیں Vice Chancellor appoint نہیں کر سکتے؟ میں یہی propose کرنا چاہوں گا کہ when an Army personnel is retired, he should be considered retired. اسے ہر جگہ adjust کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔بتایا جاتا ہے کہ فلاں جنرل صاحب ریٹائرڈ ہو رہے ہیں تو فلاں محکمے میں ان کے لیے پہلے سے ہی post create کر دی جائے۔ کیا

ہمارے پاس civilians میں ایسے administrators and educationists نہیں ہیں، بالکل ہیں۔ آرمی کی intervention totally ban ہونی چاہیے، وہ اپنی پنشن لیں، اپنے گھر میں بیٹھیں اور خوش رہیں۔ اس کا صرف یہی ایک حل ہے، اس کے علاوہ کوئی حل نہیں ہے۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب جمال جامی صاحب۔

جناب جمال نصیر جامی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ، میڈم سپیکر! جہاں تک اس resolution کے الفاظ کا تعلق ہےتو اس سے مجھے بالکل اختلاف نہیں ہے، یہ بہت اچھی resolution ہے۔ اس قسم کی تنظیمی خرابیاں نہ صرف Forces, semi-Government and public sector universities and educational institutions میں پائی جاتی ہیں بلکہ ہر جگہ یہ چیز پائی جاتی ہے۔ جب یہ resolutionپیش ہوئی اور اس resolution کی mover نے شروع کیاتھا تو میرے ذہن میں باربار ایک ہی بات آرہی تھی کہ کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔ یہ پردہ داری اس وجہ سے محسوس ہو رہی تھی کیونکہ جب ایک خاص case discuss ہورہا تھا تو وہاں کوئی جنگل کا قانون نہیں ہے، وہ ایک یونیورسٹی ہے اور وہاں پر کوئی نہ کوئی قانون exist کرتا ہو گا۔ یونیورسٹی سے ایک آدمی expel ہو گیا اور کسی قانون کا ذکر نہیں ہے اور اسے پاکستان کے کسی بھی institute میں پڑھنے کی اجازت نہیں ہے اور issue blasphemy اور قادیانیت کا نکلے۔ ہمارے ہاں الحمدللہ بہت بڑے بڑے intellectuals پائے جاتے ہیں۔ میرا اپنا خیال تھا کہ شاید موجودہ جمہوری ادوارمیں ہمارے پاس بھٹو صاحب سے بڑا intellectual نہیں گزرا۔ یہاں جو مسئلہ پیش کیا گیا، میں اس سے related بات کرنا چاہوں گا۔ میں پردہ داری والی بات اس لیے کر رہا تھا کہ بریگیڈیر صدیق سالک صاحب ISPR کے انچارج تھے اور وہ جنرل ضیاء الحق کے spokes person بھی تھے، جنرل ضیاء کو پاکستان میں بدترین آمر consider کیا جاتا ہے۔ وہ بہت اچھے لیڈر تھے، اس کی ہی حکومت میں بریگیڈیر صدیق سالک نے ایک کتاب لکھی جس کا نام پریشر ککر تھا۔ اس کتاب میں انہوں نے جنرل ضیاء کے مارشل لاء کا بیڑہ غرق کر کے رکھ دیا۔ جب 1985 میں جونیجو کی حکومت کو برطرف کرنے لگے تو وہ ہاتھ سے تقریر لکھ کر آئے تھے کیونکہ ان کا آخری دور تھا اور انہیں اپنے قریبی لوگوں پر بھی اعتماد نہیں تھا۔ انہوں نے ہاتھ سے لکھی تقریر پڑھی تو بریگیڈیر صدیق سالک نے کہا کہ یہ پہلی تقریر تھی جو میں نے نہیں لکھی، میں بہت حیران ہوا۔ انہوں نے آتے ہوئے مسکرا کر وہ کاغذ پھاڑ کر میرے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا کہ Brigadier Saddique one more pressure cooker for you. جب ISPR کا نمائندہ sitting Army Chief کے مارشل لاء کے خلاف کتاب لکھ سکتا ہے تو ایسی کون سی بات ہو گئی تھی لیکن یہاں بات نکلی قادیانیت کی۔ اب قادیانیوں کا معاملہ یہ ہے کہ September کا ہی مہینہ تھا الحمدللہ مجھے بھٹو صاحب کے اس کارنامے پر فخر ہے۔ اصل میں تاریخ کو مسخ کر دیا گیا ہے، ایسا نہیں ہے کہ ایک دن بھٹو صاحب کو بیٹھے ہوئے خیال آیا اور انہوں نے قادیانیوں کو کافر یا غیرمسلم قراردے دیا، اس پر پوری debate ہوئی، قادیانیوں کے تیسرے خلیفہ مرزا ناصر پیش ہوئے۔ مولانا اللہ وسایا خان صاحب کی رودادِ قرارداد کے نام سے ایک کتاب ہے جس میں لفظ بلفظ وہ قرارداد آئی اور آخر میں یہ طے ہوا ہے کہ سر ظفراللہ خان صاحب جو پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ تھے، ان سے جو قصہ چلا تھا کیونکہ انہوں نے کہا تھا کہ میں نے قائداعظم کا جنازہ اس لیے نہیں پڑھا تھا کہ یا تو وہ مسلمان نہیں تھے یا ہم مسلمان نہیں ہیں۔ آخر میں

مرزا ناصر نے یہ کہا کہ آپ جو باتیں کر رہے میں وہ سب تسلیم کرتا ہوں۔ میں بھی آخر میں یہ کہنا چاہوں گا کہ یا تو آپ مسلمان نہیں ہیں یا ہم نہیں ہیں۔ اس وقت کے اٹارنی جنرل نے کہا تھا کہ ہم تو مسلمان ہی ہیں، آپ برائے مہربانی اپنا brand ہمارے نام سے بیچنا بند کر دیں۔

میڈم سپیکر! یہ مسئلے مسائل ہیں۔ یہ نام نہاد فقری نشستوں والے لوگ چار چار کروڑ روپے کے رابطہ کمیٹی کے اجلاس لندن میں صرف اس لیے کرتے ہیں کہ وہ لندن سے کراچی نہیں آسکتے۔ اگر وہ ہمیں یہ بتانے بیٹھ جائیں کہ قادیانیوں کا مسئلہ کیا ہے؟ یہ اس طرح سے نہیں ہے، اس پر بہت intellectual debates ہوئی ہیں۔ بھٹو صاحب کو اپنے چارپانچ MNAs سے ہاتھ دھونا پڑا حالانکہ ان کی حکوت کمزور تھی، mandate کا بھی مسئلہ تھا۔ پاکستان وہ ملک ہے جہاں آپ کالاباغ ڈیم پر بات نہیں کرسکتے، سندھ کے quota system پر بات نہیں کر سکتے، آپ نئے صوبوں پر بات نہیں کر سکتے۔ وہاں ایک یونیورسٹی کا ایک طالبعلم احمدیوں اور blasphemy پر بات کرنا چاہ رہا ہ۔ میرے خیال میں کچھ ground realities بھی ہوتی ہیں، ان کا خیال رکھنا چاہیے۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: The movers of the resolution would like to propose an amendment? Ms Shaheera does want to?

Ms Shaheera Jalil Albasit: Yes, I do want to.

Madam Deputy Speaker: O.K.

Ms Shaheera Jalil Albasit: Madam Speaker: This amendment is in the third last line from the point

‘must maintain a difference between a military academy and a civil institution’

and that now

‘that military intervention should completely be banned from these institutions’.

Now I read the amended resolution that;

> “This House is of the opinion that students in Private educational institutions which are administered by Pakistan Army, Navy and Air Force are strictly not allowed to conduct political debates and dialogue on matters relating to the Forces. This House is of the opinion that the military administration of these educational institutions must maintain a difference between a military academy and a civil institution and that military intervention should completely by banned from these institutions”.

I would like to have a one more mover, if he would like to second this amendment.

Madam Deputy Speaker: The mover of the resolution, do you agree with this amendment?

Mr. Gohar Zaman: Yes Madam! This amendment is O.K.

جناب محمد تیمور شاہ: میڈم سپیکر! اس میں private کے ساتھ اگر public institutes بھی add کر دیا جائے تو۔۔

محترمہ شہیرہ جلیل الباسط: میڈم سپیکر! اس میں پھر بہت clash ہو جاتا ہے کیونکہ یہاں اتنی لمبی debate ہو گئی ہے۔ آپ مجھے موقع نہیں دیں گی ورنہ میں یہ واضح کردیتی کہ کراچی یونیورسٹی میں بیٹھ کر ethnic cleansing of Kashmiris پر ایک ہفتے تک public university میں debate کر سکتے ہیں، private

کو لے کر specific issues پھر obviously we must maintain a difference, تو نہیں کرسکتے میں university چلتے ہیں، generalize نہیں کرتے۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: They don't agree with the amendment you have proposed.

Mr. Muhammad Taimoor Shah: O.K.

Madam Deputy Speaker: Now I put this resolution to the House for voting with amendment proposed by Ms Shaheera.

(The motion was carried)

Item No. 7 RESOLUTION

Madam Deputy Speaker: Now Item No. 7. Ms Shaheera Jalil Albasit would like to move item No. 7.

Ms Shaheera Jalil Albasit: Thank you Madam Speaker! I would like to move a resolution that;

"This House is of the opinion that the process of Civilian Induction (for the rank of Commissioned Officer) in Pakistan Air Force, Pakistan Army and Pakistan Navy must be made transparent on urgent basis:

i. At every step of Induction, marks of candidates must be shared with them.

ii. The ISSB (Inter Services Selection Board) Psychological Test criterion must be relaxed.

iii. Candidates who have been declared "Fit" by the Central Medical Board once must be provided special relaxations in the next Induction Courses.

میڈم سپیکر! یہ تھوڑی سی technical resolution ہے تو وہ ممبران جو Pakistan Air Force, Pakistan Army and Pakistan Navy کے induction process سے ناواقف ہیں، میں انہیں quickly بتانا چاہتی ہوں کہ Induction process کچھ اس طرح کا ہوتا ہے کہ جب ان کی advertisement آتی ہے تو آپ as a civilian registration کراتے ہیں۔ سب سے پہلے آپ کا initial test ہوتا ہے، وہ initial test academic, intelligence and psychological e-testing پر base ہوتا ہے، ایک limited allotted time میں آپ کو وہ test دینا ہوتا ہے، یعنی آپ ان کے جوابات کے ساتھ dispute نہیں کرسکتے، آپ سوچ بچار نہیں کر سکتے، ان کا timeframe اتنا tense ہوتا ہے کہ آپ کو ڈیڑھ سو سوالات کے لیے تیس منٹ دیے جاتے ہیں، which I think کہ اگر آپ human psychology کے reference میں دیکھیں تو ایک set criterion ہوتا ہے۔ جب آپ Pakistan Army, Navy or Air Force کا initial process complete کرتے ہیں تو پھر آپ کا initial medical ہوتا ہے اور اس کے بعد آپ کا initial interview ہوتا ہے، جس میں آپ کی psychology کو judge کیا جاتا ہے، آپ کی family life کے بارے میں آپ سے پوچھا جاتا ہے۔ اس کے بعد ISSB کا process آتا ہے۔ یہ وہ process ہوتا ہے جہاں منتخب ہی applicants وہاں تک پہنچ پاتے ہیں۔ یہ test گوجرانوالا، ملیر کینٹ، کراچی سمیت ملک کی تین چار مخصوص جگہوں پر conduct کرایا جاتا ہے۔ ISSB پورےselection process کا ایک بہت ہی tricky process ہوتا ہے۔ Once you have selected by the ISSB Board اس کے بعد آپ کا final medical fitness test ہوتا ہے، اگر آپ اس میں fit ہو جاتے ہیں یعنی پورے ایک سال کے induction process سے ہوتے ہوئے، جنوری میں process start ہوا اور نومبر میں final medical fitness test ہوتا ہے اور آپ نومبر میں fit declare ہونے کے بعد ایک مہینے کے لیے گھر میں

بیٹھ کر انتظار کرتے ہیں کہ کب ہمیں پتا چلے گا کہ وہ تین کون سی خواتین ہیں جو select ہوئی ہیں۔ میں چونکہ خاتون ہوں تو میں خواتین کی بات کرتی ہوں کہ ساٹھ ستر لڑکیاں پورے ایک سال کے process سے منتخب ہو کر آتی ہیں اور پھر ایک مہینے بیٹھ کر انتظار کرتی ہیں کہ final merit list of Pakistan Air Force کیونکہ لڑکیاں Air Force میں ہی commissioned officer جاتی ہیں۔ اب آپ نے یہ دیکھنا ہے کہ اُن تین سیٹوں پر select ہوئی ہیں یا نہیں ہوئیں۔

میڈم سپیکر! اس resolution کا یہاں لانے کا مقصد یہ ہے کہ اگر آپ غورکریں کریں کہ Pakistan Air Force, Pakistan Army and Pakistan Navy کے induction process میں اتنے technical loopholes ہیں تو آپ کو پتا چلے گا کہ اس میں اتنی space ہے جہاں improvement کی جاسکتی ہے،جہاں reforms لائی جاسکتی ہیں۔ اس میں پہلا step یہ ہو گا کہ آپ کا induction process میں سب سے پہلے آپ کے جو tests ہوتے ہیں تو ان میں میرے خیال کے مطابق اگر candidates کو ان کے marks بتا دیے جائیں کہ آپ کے اتنے marks بنتے ہیں تاکہ candidate کو پورا سال انتظار کرنے کی بجائے، اسے یہ معلوم ہوجائے کہ میں merit list میں کہاں stand کر رہا ہوں۔

اس کے بعد ISSB کا psychological test ہوتا ہے جسے آپ define نہیں کرسکتے، آپ اسے ایک normal psychological criterion میں لا کر کھڑا نہیں کر سکتے۔ ان کے اس طرح کے criterion ہوتے ہیں، ایک تصویر دیکھ کر آپ کو اپنی optimism define کرنی ہوتی ہے، مطلب اس میں psychological بہت سی variations ہوتی ہیں کہ آیا ایک candidate اس پر کھڑا ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اب ان کے hidden criterion کیا ہیں؟ ان کا اپنا معیار کیا ہے؟ وہ ہم پر عیاں نہیں ہوتا جس کے تحت جو بھی candidate آتا ہے وہ اپنے حساب سے اس میں perform کرتا ہے۔

میڈم سپیکر! اس میں finally reform یہ ہےکہ ایک مرتبہ پورے سال کے process کے بعد اگر آپ کو Central Medical Board نے fit قرار دے دیا اور اگر آپ اس course کے لیے final merit list میں نہیں آتے تو آپ کو اتنی گنجائش دینی چاہیے کہ اگلے course میں آپ کو کچھ relaxation ملے نہ کہ آپ کو پورے سال کے اسی process سے گزر کر دوبارہ آنا پڑے۔ میرے خیال میں اگر کوئی candidate اس process کے ایک certain level تک پہنچے تو اگلے course کے لیے آپ کو کچھ relaxations ملنی چاہییں۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ، محترمہ مہرین سیدہ صاحبہ۔

محترمہ مہرین سیدہ: شکریہ، میڈم سپیکر! میں سب سے پہلے یہ کہنا چاہوں گی کہ مجھے اس resolution کی سمجھ ہی نہیں آئی کہ کیا سوچ کر اس کو پیش کیاگیا ہے۔ ایک ایسی بات جسےpersonally نہیں کہنا چاہیے تھا Ms Shaheera is very talented person, مجھے لگتا نہیں تھا کہ ایسی resolution شہیرہ کی آئے گی۔ میں اس لیے کہنا چاہ رہی ہوں۔

محترمہ شہیرہ جلیل الباسط: میڈم سپیکر! یہ ذاتیات پر بات جا رہی ہے۔

Madam Deputy Speaker: Can you explain that what is your point of view on this resolution?

محترمہ مہرین سیدہ: میڈم سپیکر! میں نے ذاتیات پر کوئی غلط بات نہیں کی۔ میں نے بھی یہ test دیا ہے۔ If I am not able to go to Army, Navy to clear these tests تو چیزوں کو کیوں sub standard کیا جائے، test میں کیوں relaxation دی جائے؟ اس سے سخت criterion کو follow کرتے ہوئے اسی پاکستان سے لوگ وہاں جا رہے ہیں تو آپ کس بات کی relaxation مانگ رہی ہیں۔ اس طرح تو میں بھی کہتی ہوں کہ UET کے entry test کو relax کردیں، آپ ایک بچے کی بارہ سال کی محنت کو دو گھنٹے میں judge کرنے جا رہے ہیں، ٹھیک ہے جو بچے اس پر پورا اترتے ہیں، پھر وہی آگے آتے ہیں۔ آپ اپنے profession کو کیوں sub standard کر رہے ہیں؟ مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ آپ ایسا کیوں کرنا چاہتے ہیں۔ یہاں اس کے علاوہ اور کیا بات کی جانی چاہیے کہ آپ کس چیز کی relaxation مانگنا چاہ رہی ہیں۔ Psychological test ایسے ہی complicated ہوتا ہے، آپ کو کیا بچوں کی cartoon drawings بنا کر دی جائیں؟ میں اس بات کی بہت مخالفت کروں گی کہ یہ کیسی resolution ہے، اسے کیا سوچ کر یہاں پیش کیا گیا، I don't know, I am totally disagree with this. Thank you.

Madam Deputy Speaker: Mr. Haseeb Ahsen *Sahib*.

جناب محمد حسیب احسن: شکریہ، میڈم سپیکر! میری ایک colleague نے بہت اچھی طرح بیان کر دیا ہے اور یہ چیز خود میری سمجھ سے باہر ہے کہ میری وہ بہن اتنی talented ہیں لیکن پھر بھی انہوں نے یہ چیز پیش کی۔ میں ایک دو چیزیں بیان کرنا چاہوں گا، انہوں نے کہا کہ relaxation دی جائے تو اس کے بارے میں یہ ہے کہ اگر اسی time period میں کوئی candidate unfit ہو جاتا ہے، خدانخواستہ اس کا accident ہو جاتا ہے تو پھر کیا کیا جائے گا؟ اس کے علاوہ دوسری چیز یہ ہے کہ جب ہم CSS کے امتحانات دیتے ہیں، ہمیں اس کی trainings دی جاتی ہیں تو اس میں psychological test کی preparation بہت strong کروائی جاتی ہے۔ میں نے بھی ISSB test دیا ہوا ہے اور ابھی ملیر کینٹ، کراچی سے واپس آرہا ہوں، مجھے ملیریا ہو گیا تھا، اس وجہ سے واپس آیا ہوں۔ اگر میں کر سکتا ہوں، باقی لوگ کر سکتے ہیں تو میرے خیال میں یہ issue نہیں ہے۔ مجھے ان کی resolution کی سمجھ نہیں آئی۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب تیمور شاہ صاحب۔

جناب محمد تیمورشاہ: شکریہ، میڈم سپیکر! میں honestly کہنا چاہتا ہوں کہ یہ resolution بہت bogus ہے۔ اس میں پہلی بات یہ ہے کہ step of Induction, marks of candidate must be shared with them. This is a criterion, they have maintained a certain standards to get inducted, to get commissioned in the Army. اس میں جو دوسری سب سے اہم بات psychological test criterion کی ہے۔ I being a student of medicine, this is a very important test and it becomes under behavioural sciences to assess the psycho sociological status of the individual. محترمہ شہیرہ نے اس criterion پر بات بھی کی کہ اس میں usually picture ایک مرد اور ایک عورت کی ہوتی ہے۔ It is a psychological test and this is a very important test جو کہ medicines میں patient والوں کا کیا جاتا ہے، and those who are competing for very high exam psychological interview and picture review بھی ہوتا ہے تو it is part of medicine and it is purely to distinguish the psychological status and the emotional quotient of the applicant. This test is judged by psychologist and psychiatrist both sitting

together and they evaluate all what you write on a piece of paper or what you tell. So it is a pure evaluating test.

میڈم سپیکر! تیسری یہ بات کہ candidate who has been declared fit by the Central Medical Board once must be provided special relaxation in the next induction courses. اب اگر fitness کا criterion کم ہو جائے گا تو مجھے بتائیں کہ اگر ایک طرف جنگ لگی ہوئی ہے اور فوجی کو diarrhea ہو گیا ہے تو پھر جنگ کون لڑے گا؟ Fitness criterion should be very high so that اگر جنگ لڑنی ہے تو یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ ایسے ماجھے گامے کو بھیج دیں جس کا کوئی fitness criterion نہ ہو۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ، جناب سراج میمن صاحب۔

جناب سراج میمن: شکریہ، میڈم سپیکر! جب میں نے یہ resolution پڑھی تو literally مجھے ہنسی آگئی کیونکہ ISSB Selection Board کے criterion کو دنیا مانتی ہے۔ میرا دوست سپین میں رہتا ہے تو میں اس سے بات کرتا ہوں کہ ہم اس طرح آرمی میں بھرتی ہوگئے، آپ کی آرمی کس طرح ISSB کے through ایک system کے ساتھ جاتی ہے۔ اس resolution میں جس process کی بات کی گئی ہے کہ ایک merit list ہے، جب وہ بنتی ہے تو اس میں آپ کا ایک process نہیں دیکھا جاتا، آپ کے different process ہوتے ہیں، آپ کی entry ہوتی ہے، training ہوتی ہے، health ہے، psychological ہے، ان کے points ملا کر آپ کی merit list بنتی ہے۔ Similarly, جب آپ civil service کا امتحان دیتے ہیں تو fail students کو ان کی mark sheet دی جاتی ہے لیکن جو written exam pass کر جاتے ہیں تو they width for psychological, then they width for medical, then they width for interview. اس لیے ہر process کے اپنے اپنے marks ہوتے ہیں۔ جو interview or process conduct ہوتا ہے، وہ فوراً نہیں ہوتا، وہ ایک دو مہینے کے وقفے کے دوران ہوتا ہے۔ ان چاروں، پانچوں process کے نمبروں کو ملاکر merit list بنتی ہے اور اسی merit list پر recruitment کی جاتی ہے۔ اس resolution کو دیکھا جائے تو یہاں لکھا ہوا ہے کہ this House is of the opinion that the process of civilian induction تو آرمی میں فرشتوں کی induction نہیں ہوتی، civilian ہی induct کیے جاتے ہیں۔

میڈم سپیکر! آگے لکھا ہوا ہے کہ "Navy must be made transparent on urgent basis" تو اس resolution میں urgent کا کہا گیا ہے جبکہ جنگ کے دوران بھی urgent basis پر بھرتی نہیں کی جاتی ہے۔ آپ کے psychological and fitness tests لازمی ہوتے ہیں۔ میرا آخری point یہ ہے کہ اس resolution کو دیکھا جائے جبکہ اس میں کوئی بھی idea نظر نہیں آرہا۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. We have got your point. Mr. Waqas Ahmed *Sahib*.

جناب وقاص احمد: شکریہ، میڈم سپیکر! میں بھی اس resolution پر strongly disagree کرتا ہوں کیونکہ میں خود ISSB میں پیش ہو چکا ہوں۔ اس میں سب سے اہم بات میری بہن نے کہی کہ تیس پینتیس منٹ میں ڈیڑھ سو سوالات ہوتے ہیں تو IQ Test میں تیس منٹ میں ڈیڑھ سو سوالات نہیں ہوتے۔ پینتیس منٹ میں ایک سو سوالات حل کرنے ہوتے ہیں۔ آپ کا وہ test ابھی ختم نہیں ہوتا تو آپ کا result وہیں آجاتا ہے۔ IQ Test کا main purpose یہی ہوتا ہے کہ آپ میں فیصلہ کرنے کی صلاحیت کتنی ہے؟ آپ اگر pilot officer بننے جارہے ہیں یا flying officer بننے جا رہے ہیں اور آپ decision making ہی نہیں کر رہے ہیں اور سوچ رہے ہیں، آپ

کے ہاتھوں میں کروڑوں کا جہاز میں ہوتو آپ صرف سوچتے رہیں گے۔ IQ Test کا main purpose یہی ہوتا ہے اور اس کے بعدtrade test ہوتا ہے، اس میں پورا گھنٹہ ہوتا ہے اور ایک سو سوالات پوچھے جاتے ہیں۔

اس کے بعد psychological test میں بھی کوئی relaxation نہیں ہو سکتی کیونکہ اس پر کوئی compromise نہیں ہوسکتا۔ مجھے یاد ہے کہ ایک اسکوارڈن لیڈر جو ہمیں training دے رہے تھے، انہوں نے مجھے personally ایک بات کہی تھی کہ جب آپ یہاں ISSB میں آتے ہیں تو ہم آپ کو چیڑ پھاڑ کر دیکھتے ہیں کیونکہ ایک commissioned officer پر کروڑوں روپے خرچ ہوتے ہیں اور اس سے بڑھ کر جانیں ہوتی ہیں، اگر آپ commissioned officer ہیں اور آپ misguide کردیں تو پھر پیچھے والے بھی مر جائیں۔ بلوچستان کے لیے بھی جو relaxation ہے وہ بھی physical نہیں ہے، اس میں وہ دیکھتے ہیں کہ اگر candidate English میں کمزور ہے تو ٹھیک ہے لیکن physical relaxation بالکل نہیں دی جاتی۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب اصغر فرید صاحب۔

جناب محمد اصغر فرید: شکریہ، میڈم سپیکر! میں نے جو بات کرنی تھی وہ already discuss ہو چکی ہے۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ، جناب گلفام مصطفےٰ صاحب۔

جناب گلفام مصطفےٰ: شکریہ، میڈم سپیکر! اس resolution پر کافی بات ہو چکی ہے، میں ایوان کا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ سب سے پہلی یہ چیز ہے کہ جو بھی ادارہ ہوتا ہے، اس کا جو بھی recruitment process ہوتا ہے وہ ادارے میں set کیا جاتا ہے۔ اگر آپ civil services میں جا رہے ہیں تو ان کا ایک criterion ہے، اگر آپ کسیmulti-national company کو join کر رہے ہیں تو ان کا اپنا criterion ہوتا ہے۔ آپ کسی international organization کو join کر رہے ہیں، ان کا اپنا ایک criterion ہوتا ہےof course Forces کو join کرنے کا بھی ایک علیٰحدہ criterion ہوتا ہے اور یہ criterion ان اداروں میں set کیا جاتا ہے، میں نہیں سمجھتا کہ یہ legislative business ہے اور ہمیں اسے یہاں discuss کرنا چاہیے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ، عمیر نجم صاحب۔

Mr. Umair Najam: Thank you Madam Speaker! I strongly agree with the previous speakers. I do respect the mover of the resolution because it's her opinion and we also appreciate it but the thing is that Army, Navy and Air Force

یہ سب پاکستان کے strategic institutes ہیں۔ یہاں highly intellectuals and capable آدمیوں کو ہی آنا چاہیے اور اس سلسلے میں جو بھی criterion set کیا گیا ہے، وہ سوچ سمجھ کر set کیا گیا ہے۔ I have personally given the examination and I have no doubt about it and it was a very competitive exam. I believe if somebody is competent, he can easily pass this exam. Thank you.

محترمہ شہیرہ جلیل الباسط: میڈم سپیکر! میں کچھ بات کرنا چاہتی ہوں۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی مختصر بات کیجیے گا۔

محترمہ شہیرہ جلیل الباسط: میڈم سپیکر! یہاں اتنی ساری باتیں ہو گئیں، اس کی مخالفت میں ایک unanimous opinion آیا تو میں مختصراً اس پر اپنی بات کروں گی۔ میڈم سپیکر! یہاں بہت تعریفیں ہوئیں کہ

Pakistan Army, Navy and Air Force ہمارے ادارے ہیں، اس پر کوئی سوال ہی نہیں ہو سکتا۔ ان اداروں میں بہت intellectuals and competent لوگ آتے ہیں جن کی قابلیت پر کوئی شبہ نہیں کرسکتا۔ میں ان کے initial test سے شروع کروں گی۔ ابھی 10th September کو initial test تھا، میں نے وہ test دیا تھا۔ In that initial test I was disqualified. 2011 میں میں نے initial test دیا اور کامیاب ہوگئی، اس کے بعد interview دیا اور اس میں کامیاب ہوگئی، اس کے بعد initial medical qualify کیا، ISSB میں مجھے recommend کیا گیا، central medical test کے بعد final merit list میں میرا نام نہیں تھا۔ اس میں میری کوئی personal prejudice نہیں ہے۔ اس پورے time کو میں نے جو examine کیا، اس کے بارے میں بتا رہی ہوں۔ ابھی 10th September کو میں نے Air Force میں reapply کیا۔ جب میں test دے کر واپس ہوئی اور disqualify ہو گئی تو میں نے test پر کافی غوروفکر کیا اور میں اس نتیجے پر پہنچی کہ اس test میں سات سوالات غلط تھے، ان سات سوالات میں چار سوالات الجبرا کے تھے، بالکل basic الجبرا، اتنا basic کہ آپ کو سوچنے میں چھ سات سیکنڈ سے زیادہ کا وقت نہیں لگتا لیکن مجھے تیرہ چودہ سیکنڈ لگ گئے، اس کی وجہ یہ تھی کہ چھ سات سیکنڈوں میں میں نے جو جواب نکالا تھا وہ optionمیں نہیں تھا۔ گھر آکر جب میں نے وہ سوالات دوبارہ ذہن نشین کیے اور دس مرتبہ solve کیے، internet پر دیکھا، mathematician سے پوچھا تو جوابات وہی بن رہے تھے جو میں نے لکھے تھے۔ اس بارے میں اگر آپ کہیں کہ ایسا competent system ہے کہ جس پر کوئی سوال نہیں اٹھایا جا سکتا تو پھر آپ کیا کہیں گے؟ ایک سوال initial intelligence test میں تھا جس میں انہوں نے ایک پورا process دیا ہوا تھا، اس پورے process کو پڑھنے میں چھ سات سیکنڈ چلے جاتے ہیں تو اس process کے آخر میں انہوں نے کہا تھا کہ اس پورے process کے تحت، اس expression کے تحت کیا جواب نکلنا چاہیے۔ آپ کو اس process کو پڑھنے میں چھ سات سیکنڈ لگ گئے اور سو سوالات کو حل کرنے میں آپ کو پینتیس منٹ ملتے ہیں تو اس میں سے سات سیکنڈوں کو deduct کر دیں تو جب آپ نیچے آکر دیکھتے ہیں تو expression any givenیہ چیز دو سوالات میں repeat ہوئی ہے۔ اگر آپ حساب لگائیں تو میرے چودہ سیکنڈ ضائع ہوئے ہیں تو یہ چودہ سیکنڈوں میں میرے دو اور سوالات حل ہو سکتے تھے۔

میڈم سپیکر! یہاں بہت سارے لوگوں نے کہا ہے کہ ہم نے test دیا ہے۔ آپ ان سے پوچھیں کہ ان میں سے کتنے لوگISSB سے recommend ہوئے تھے، کتنے لوگ اس چیز سے گزرے ہیں جس سے میں گزری ہوں کہ میں بتا سکتی ہوں کہ بریگیڈیروں کی بیٹیاں، کرنلوں کی بیٹیاں، میجروں کی بیٹیاں ISSB سے recommend ہوتی تھیں، ہم central medical board اگست میں بیٹھے ہوتے تھے، ہمارا ISSB کا result June میں ہمارے پاس ہوتا تھا۔ ان سے لڑکیوں سے ہمارے روابط تھے، بات چیت اور دوستی تھی، ان لڑکیوں کے ISSB results August کے پہلے ہفتے میں آجاتے تھے۔ وہ کیوں پہلے ہفتے میں آتے تھے کیونکہ وہاں اچھی خاصی manipulation کی جارہی تھی۔ میڈم سپیکر! یہ جگہ موزوں نہیں ہے کہ میں یہاں اس چیز کا ذکر کروں کہ میری اپنی دوست اس وقت Risalpur Academy of Pakistan Air Force میں بیٹھی ہیں اور ان کی training ہو رہی ہیں، وہ 2nd year میں آچکی ہیں۔ میڈم سپیکر! اگر highly competent لوگ ادھر جاتے ہیں تو ان کی aeronautical engineering میں GPA آتی ہے that does not exceed 1.6, 1.7. چار لوگوں میں سے جو لوگ 1.6,

جو وہ اور ہے بچی talented یہ کہ ہیں کہتی ممبر معزز میری پھر اور ہیں آتے کر لے 1.7 GPA 80%, 90% numbers لے کر 1.6 سے آکر aeronautical engineering GPA نہیں لیتی تو وہ کس قسم کے competent لوگ ہیں؟

میڈم سپیکر! پھر central medical board کی بات آجاتی ہے۔ اتنی باتیں ہو رہی ہیں، diarrhea ہو گیا تو پھر ہمارا جوان بندوق کیسے چلائے گا؟ میڈم سپیکر! آخر central medical board میں اچھی خاصی corruption ہوتی ہے۔ میں پھر کہوں گی کہ یہ جگہ موزوں نہیں ہے، یہ بات لوگ نہیں مانیں گے۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: اگر آپ کسی کے بارے میں کہہ رہی ہیں کہ وہاں corruption ہوتی ہے تو you should have evidence for that.

محترمہ شہیرہ جلیل الباسط: میڈم سپیکر! I do have, پھر وہی بات ہو جاتی ہے کہ میں اتنی sensitive باتیں ایسے ہی نہیں کر رہی۔ میں evidence لا کر آپ کے ہاتھ میں نہیں دوں گی۔

(مداخلت)

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب حماد ملک صاحب! آپ کچھ کہنا چاہ رہے تھے۔

جناب محمد حماد ملک: میڈم سپیکر! اس resolution میں پہلی confusion اس کی wording ہے، 'This House is of the opinion that the process civilian induction (for the rank of commissioned officer) in Pakistan Air Force, Pakistan Army and Pakistan Navy must be made transparent'. آپ نے اس میں پہلے transparency کی بات کی اور آگے آپ criterion کے relaxation پر بات کرتی رہیں۔ آپ نے اب آخر میں transparency کی بات کی ہے۔ اگر آپ شروع میں ہی transparency کی بات کرتیں تو یقیناً ہم آپ کی بات سے کسی حد تک agree کرتے۔ میڈم سپیکر! اس پر بہت بحث ہو چکی ہے، میں صرف اتنا کہنا چاہوں گا کہ ہم بچپن سے سنتے آئے ہیں کہ quality is always better than quantity. یہاں بات الٹی ہوئی اور معزز ممبر تھوڑی سی puzzle ہو گئیں۔

(مداخلت)

میڈم ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے حماد ملک صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ Now I put this resolution to the House for voting.

(The motion was rejected)

Item No. 8 MOTION

Madam Deputy Speaker: Mr. Hassan Ashraf and Ms Shaheera Jalil Albasit would like to move a motion. Mr. Hassan Ashraf please move the motion.

Mr. Hassan Ashraf: Thank you Madam Speaker! I would like to move a motion that;

"This House may discuss recommendations for the improved implementation of the Blasphemy Law".

میڈم سپیکر! یہ blasphemy law British دورحکومت 1930sسے چلا آرہا تھا اور اس قانون میں لکھا ہوا تھا کہ کسی بھی مذہب کی کوئی بے حرمتی کی جائے گی تو اس شخص کو تین سال کی سزا ہو گی۔ پھر ضیاءالحق کا دور آیا اور ہم نے یہ قانون British law سے inherit کیا۔ ضیاءالحق نے اپنے دور میں اس قانون

کو تبدیل کر دیا، سزا کو سزائے موت اور قید کی سزا میں تبدیل کر دیا گیا۔ ضیاء الحق کے دور سے پہلے ایسے صرف دوتین cases تھے جن میں لوگ پکڑے گئے۔ ان کے دور کے بعد یہ تعداد بڑھ گئی، چار ہزار لوگ ایسے تھے جن پر یہ الزامات لگائے گئے کہ انہوں نے blasphemy کی ہے۔ ان چار ہزار میں تین ہزار لوگوں کا کچھ پتا نہیں لگا، ان کا کوئی case register نہیں ہوا، وہ کہاں مارے گئے؟ کہاں گئے؟ ان کا کچھ پتانہیں لگا؟ ان میں صرف ایک ہزار لوگ ایسے تھے جن پر مقدمات درج ہوئے، ان ہزار لوگوں میں سے پانچ سو لوگ غیرمسلم تھے، وہ غیر مسلم جن کی آبادی اس ملک کے 3% بنتی ہے۔چرچ جلائے گئے، بستیاں جلائی گئیں، محلے جلائے گئے، لوگوں کو جلایا گیا۔ میں پاکستا ن کے پرچم کے بارے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس میں ایک رنگ سفید اور ایک رنگ سبز ہے،سفید رنگ depict کرتا ہے کہ ہم minorities کو protection دیں گے۔ قائداعظم نے بھی اپنے چودہ نکات میں کہا تھا کہ minorities should be protected. حضرت محمد کے زمانے میں بھی یہودی جن کے بارے میں قرآن میں لکھا ہو اہے کہ دوستی کسی سے کرو، ان سے نہ کرو تو بہتر ہے۔ وہ لوگ بھی ہمارے ساتھ رہتے تھے تو آج کل کے زمانے میں ہم سے تو قادیانی بھی برداشت نہیں ہوتے۔ ایسا لگتا ہے کہ ایک race لگی ہوئی ہے، ایک کہتا ہے کہ میں نے ایک قادیانی کو مارا تو مولوی نے کہا آپ کے دس گناہ معاف، دوسرے نے کہا کہ میں نے دو مارے ہیں تو اس نے کہا کہ کیا میں جنت میں چلا جاؤں گا، مولوی نے کہا کہ نہیں قبر کا عذاب معاف ہو گا۔ آپ سات آٹھ ماریں گے تو آپ پھر جنت میں جائیں گے، ہمارے ملک میں minorities کے یہ حالات ہیں۔ اس قانون میں زیادہ تر target بھی minorities کو کیا جاتا ہے۔

میڈم سپیکر! میں ایک مثال دینا چاہتا ہوں کہ اس قانون کی implementation میں کیا مسئلہ ہے؟ یہاں 43 people بیٹھے ہوئے ہیں، تین لوگ بولیں کہ حسن اشرف نے blasphemy کی ہے۔ اگر پولیس آجائے تو شاید بچا کر لے جائے۔ باقی چالیس لوگ اگر یہ بولیں کہ انہوں نے blasphemy نہیں کی ہے جبکہ اسے منانے میں پانچ سے دس سال لگ جائیں گے اور اس عرصے میں میں جیل میں پڑا رہوں گا۔ یہ اس قانون کی implementation کا مسئلہ ہے۔ میں مسلمان ہوں، کسی غیر مسلم پر الزام لگایا جاتا ہے تو ان کا کوئی حال نہیں ہے، پورے محلے کو آگے لگائی جاتی ہے۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ الزام تراشی کا معاملہ نہیں ہونا چاہیے، غیر جانبدارانہ investigation ہونی چاہیے، اس investigation کے بعد fair trial ہونا چاہیے بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ یہ قانون بھی تبدیل ہونا چاہیے۔

Madam Deputy Speaker: Order in the House. It’s a very important issue, we need to be very focused about it.

جناب حسن اشرف: میڈم سپیکر! میں تو کہتا ہوں کہ یہ قانون بھی تبدیل ہوناچاہیے۔ کم از کم قانون میں اتنا تو لکھ دیا جائےکہ جس پر الزام لگایا جا رہا ہے، اس کی عمر اٹھارہ سال سے زیادہ ہونی چاہیے، وہ ذہنی طور پر ٹھیک بھی یا نہیں ہے۔ آج کل رمشا کا معاملہ میڈیا نے بہت اچھالا ہواہے، مجھے اس پر بولنے کی ضرورت نہیں ہے، لوگوں نے دیکھا ہو گا۔ پنجاب کے سابق گورنر سلمان تاثیر جنہوں نے کہا تھا کہ یہ قانون تبدیل ہونا چاہیے، he was right. ایک سرپھرے انسان نے انہیں قتل کر دیا اورپھر جاہل لوگوں نے اس قاتل کو

ہیرو بنا دیا۔ ہماری پارلیمنٹ تو خوف سے چپ ہو گئی لیکن ہم لوگوں کو اس بارے میں بولنا چاہیے، میں باقی لوگوں کے views سننا چاہتا ہوں، اس لیے میں زیادہ بات نہیں کروں گا۔ اپنی بات اس slogan پر ختم کروں گا کہ:

سلمان تاثیر ہم شرمندہ ہیں، تیرے قاتل زندہ ہیں۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: محترمہ شہیرہ جلیل صاحبہ۔

محترمہ شہیرہ جلیل الباسط: میڈم سپیکر! اس motion کو پیش کرنے کی بنیادی intention یہ تھی کہ blasphemy law آج اتنا disputed law بن چکا ہے کہ جہاں لفظ blasphemy آتا ہے، دو رائے پہلے قائم ہو جاتی ہے جس کی ہمارے مذہب میں گنجائش نہیں ہے۔ دین اسلام اس چیز کا advocate ہے کہآپ حضرت محمد کی شان میں گستاخی برداشت ہی نہ کریں۔ میڈم سپیکر! مسئلہ اس وجہ سے آیا کہ blasphemy law اور اس کی implementation میں جو gap ہے، وہ اس قانون کی integrity پر سوالات کھڑے کرتا ہے۔میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ایک اٹھارہ سال سے کم عمر لڑکی blasphemy کر رہی ہے، وہ اس میں involved ہے تو اس caseمیں witnesses کی کیا اہمیت ہے؟ اس لڑکی کی mental state کی کیا اہمیت ہے؟ اس کی medical historyکیا ہے؟ اس کے علاوہ بہت سارے political issues اس چیز کو گھیرے میں لے لیتے ہیں جیسے رمشا مسیح کا case ہے۔ میڈم سپیکر! بات تو یہاں تک چلی جاتی ہے کہ رمشا مسیح جس کالونی کی رہنے والی تھی، قبضہ مافیا اس کالونی پر قبضہ کرنے کی نیت تھی اور وہ تین چار مہینوں سے اس کالونی پر قبضہ کرنے کے لیے planning کر رہی تھی کہ اس کالونی سے کسی کو اٹھانا ہے اور پھر blasphemy کے معاملے کو provoke کرنا ہے، وہ issue بے شک اپنی جگہ ہو گا۔ اس motion کو لانے کی نیت یہ ہے کہ blasphemy law کو آپ اتنا improve کردیں، اس میں اس طرح کی reforms لے آئیں، اسے اتنا پختہ بنا دیں کہ اس قانون کی integrity پر کوئی سوالات نہ اٹھائے، یعنی اس چیز کی گارنٹی ہو کہ جب ایک court of law کسی blasphemy convict کو release کرتی ہے تو پھر ایک mob اسے نہ جلائے، پھر اس چیز کی بھی guarantee ہو کہ اگر کسی گلی کے کسی کونے پر نعوذباالله قرآن مجید یا حضرت محمد کی شان میں کوئی گستاخی کرتا ہے تو پھر اس کے بچنے کی کوئی گنجائش نہ ہو۔ اس لیے اس motion کو لانے کا مقصد یہ ہے کہ blasphemy law میں ابھی کوئی loopholes ہیں تو ان کو address کیا جائے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب اسامہ ریاض صاحب۔

جناب محمد اسامہ ریاض: شکریہ، میڈم سپیکر! بہت ہی نازک اور اہم موضوع کی طرف movers نے توجہ دلائی ہے۔ میری کوشش ہو گی کہ میرے الفاظ انتہائی مناسب، معتدل،غیر اشتعال ہوں اور میں اپنے الفاظ سے ہر ایک کے جذبات کا خیال رکھوں۔ قانونِ تحفظِ ناموس رسالت اس کے کچھ facts and figures محترم حسن اشرف صاحب already بتا چکے ہیں، میں ایوان کی یاددہانی کے لیے کچھ different way سے بتا دوں کہ 1987 سے لے کر 2010 تک تقریباً تیرہ سو مقدمات under Article 295 of Pakistan Penal Code registered ہوئے اور ان تیرہ سو مقدمات میں 60% غیرمسلم تھے اور 40% مسلمان تھے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ 60% غیرمسلموں میں بیشتر اس وقت زندہ نہیں ہیں اور حیرانی کی بات یہ ہے کہ ان کو کسی عدالت نے سزائے

موت نہیں دی وہ عوام کے ہاتھوں قتل ہوئے ہیں۔ یہ بہت افسوس ناک بات ہے اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قانون کی implementation میں کہیں procedural, administrative or legal flaw ضرور موجود ہے، جسے address کرنے کی ضرورت ہے، قانون کی integrity پر کوئی بات نہیں کر رہا، صرف اس کی implementation and procedural flaws پر بات کی جارہی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ Article 295 میں ایوان جانتا ہو گا کہ Article 295 (a) and (b) وہ intention کو بھی demand کرتا ہے لیکن 295 (c) intention کو demand نہیں کرتا جس کا مطلب ہے کہ Article 295 (c) is basically the protection of the Hazrat Muhammad (PBUH) کی ناموس کے تحفظ کے لیے ہے جو کہ intention کو demand نہیں کرتا۔ میڈم سپیکر! ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم لوگ already blasphemy پر بہت بات کر چکے ہیں تو بہتر یہ ہے کہ ہم لوگ اس ایوان میں ایک way forward propose کریں۔ اس میں سب سے پہلے way forward یہ ہے کہ Article 295 (c) میں بھی intention کو include کیا جائے۔ Age کی بات ہوئی، age کو include کیا جائے، intention and age یہ دو بہت اہم factors ہیں جنہیں Article 295 (c) میں بھی include کرنے کی بڑی اشد ضرورت ہے۔ یہ باتیں before registration ہیں۔

میڈم سپیکر! اب دو چیزیں ہیں، ایک چیز یہ ہے کہ case register ہونے سے پہلے کے حالات اور ایک چیز case register ہونے کے بعد کے حالات۔Case register ہو نے سے پہلے اس Article 295 کے تحت ابھی تک جتنی FIRs بھی درج کی گئی ہیں، ان میں کسی پولیس آفیسر یا محرر کے پاس کوئی concrete evidence موجود نہیں تھا تو ضرورت اس امر کی ہے کہ پولیس کو اس بات کا پابند کیا جائے کہ اگر کوئی اس بارے میں کوئی شکایت لے کر آتا ہے تو اس سے concrete evidence demand کیا جائے تاکہ پولیس کے پاس FIR register ہونے سے پہلے ایک concrete evidence موجود ہو۔

میڈم سپیکر! دوسری چیز once the case is registered, اب بات case register ہونے کے بعد کی آگئی۔ Case register ہونے کے بعد اس وقت currently ان معاملات کو ایک Session Court deal کرتی ہے جسے ایک مسلمان جج preside کرتا ہے۔ میری گزارش ہو گی اس matterکو Session Court سے نکال کر High Court میں لے جایا جائے۔ میں Session Courts کے ججز کی credibility پر کوئی doubt نہیں کر رہا لیکن جب High Court تک یہ بات جاتی ہے کیونکہ یہ بہت نازک مسائل ہیں، ان کو top tier میں رہنا چاہیے، یہ مسائل جتنے نیچے جائیں گے، اتنے زیادہ حالات خراب ہونے کے خدشات واضح ہوجاتے ہیں۔ اس وقت دیکھنے میں آیا ہے کہ جب case register ہو جاتا ہے تو اس کے بعد accused person کی protection کے لیے ابھی تک as such کوئی انتظامات نہیں کیے گئے، یہی وجہ ہوتی ہے کہ judicial execution سے اس کو قتل کر دیا جاتا ہے تو بہتر یہ ہو گا کہ پولیس اس چیز کو ensure کرے کہ once the case register, اس کے بعد اس accused کی completely protection کو ensure کیا جائے تاکہ اس طرح کے معاملات عدالتوں کے ذریعے حل ہوں، وہ عوام کے ذریعے حل نہ ہوں۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ، جناب حماد ملک صاحب۔

جناب محمد حمادملک: شکریہ، میڈم سپیکر!

آزادی رائے کا ہمیں پاس ہے لیکن
تم ذاتِ محمد ﷺ پر کوئی بات نہ کرنا

یہ بہت اچھی resolution تھی۔ اس میں improved implementation پر بھی بات کی گئی، یہ قانون میں ہونی چاہیے اور ہمیں detail میں اسے دیکھنا چاہیے تاکہ کوئی بے گناہ نہ پکڑا جائے۔ میڈم سپیکر! جب اس resolution کے mover نے کچھ باتیں کیں تو مجھے اس سے دکھ ہوا۔ انہوں نے یہ تک کہہ دیا کہ ایسا قانون ہونا ہی نہیں چاہیے۔ آپ جھنڈے میں سفید رنگ کی بات کرتے ہیں تو مسلمانوں نے ہی سفید رنگ کو جگہ دی۔ ہم ان کا احترام کرتے ہیں اس وقت تک جب تک وہ ہمارے انبیاء کا احترام کریں۔ آج کل کے دور میں ہم ملک کو ہر چیز سے آگے لے کر جاتے جارہے ہیں،even ہم نے اپنے دین کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے اور ملک کو آگے کر دیا ہے۔ حضرت امام مالک ؒ کا ایک قول بہت مشہور ہے کہ 'جس قوم کے نبی کی ناموس پر آنچ آئے، اس قوم کو جینے کا کوئی حق ہی نہیں ہے'۔

جناب والا! اس resolution میں تو ٹھیک کہا گیا لیکن جو بات یہاں کی گئی کہ ایسا قانون ہونا ہی نہیں چاہیے یا اس کی implementation کیا ہوئی، وہ بعد کی بات ہے۔ قانون بنایا گیا، وہ تمام مکاتب فکر کی consensus سے بنایا گیاتھا، اس میں سارے مسالک کی consensus شامل تھی۔ میں علامہ اقبال کا شعر پڑھنا چاہوں گا وہ کہتے ہیں کہ

ان تازہ خداؤں میں سب سے بڑا وطن ہے
جو پیرہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے

آگے وہ کہتے ہیں کہ

بازو تیرا توحید کی قوت سے قوی ہے
اسلام تیراوطن ہے تو مصطفوی ہے۔

جناب والا! آپ دین میں اپنے نبی کو کبھی بھی پیچھے نہیں چھوڑ سکتے،قانون کو بے شک ٹھیک کریں، اس پر باتیں کریں لیکن آپ یہ نہ کہیں کہ ایسا کوئی قانون ہو ہی نہ اور جو منہ اٹھائے ہمارے دین کے بارے میں ایسی حرکتیں کرتا پھرے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی حسن اشرف صاحب صاحب۔

جناب حسن اشرف: میڈم سپیکر! میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ قانون نہیں ہونا چاہیے، میں نے کہا تھا کہ اس قانون میں تبدیلی ہونی چاہیے۔

(مداخلت)

میڈم ڈپٹی سپیکر: آپ دونوں آپس میں بحث ختم کردیں، انہوں نے بولا یا نہیں بولا، we are not discussing that, let's strict to the motion please. جناب نجیب عابد بلوچ صاحب۔

جناب نجیب عابد بلوچ: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ، میڈم سپیکر! یہ انتہائی اہم motion ہے۔ میں تو کہنا چاہتا ہوں کہ کاش اس Orders of the Day میں سب سے پہلے اس blasphemy movie کی condemnation پر کوئی resolution ہونی چاہیے تھی۔

Madam Deputy Speaker: We have an adjournment motion, you will get know about it.

جناب نجیب عابد بلوچ: I don't know پہلے ہونا چاہیے تھا۔ میڈم سپیکر! اللہ رب العزت کا قرآن کریم میں فرمان ہے کہ؛ ترجمہ: ابو لہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اوروہ ہلاک ہو گیا۔اس کا مال اورجو کچھ اس نے کمایا اس کے کام نہ آیا۔وہ بھڑکتی ہوئی آگ میں پڑے گا۔اور اس کی عورت بھی جو ایندھن اٹھائے پھرتی تھی۔اس کی گردن میں مُونج کی رسیّ ہے۔

میڈم سپیکر! ابو لہب کوئی یہودی نہیں تھا، کوئی عیسائی نہیں تھا بلکہ دین ابراہیمی پر قائم رہنے والا، اپنے آپ کو اللہ کے نبی کا چچا کہا کرتا تھا۔ جس کے بارے میں یہ بات مشہور ہے کہ جب انہیں بشارت دی گئی کہ آج حضرت عبداللہ کے گھر میں ایک بیٹا پیدا ہوا ہے جس کا نام محمد رکھا گیا ہے تو اس خوشی میں اس نے اپنی ایک لونڈی کو آزاد کر دیا تھا۔ ابو لہب نے ایک مرتبہ اللہ کے نبی کو بری بات کہی تھی، میں وہ بات نہیں کہہ سکتا، میرے اندر اتنی ہمت نہیں ہے۔ اسی بات پر اللہ رب العزت نے قرآن میں یہ سورت اتاری کہ ابو لہب تمہارے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں، تم نے میرے محبوب کو اتنی بڑی بات کہی ہے، حالانکہ وہ بات اتنی بڑی نہیں ہے جتنی آج اُس سے کئی گنا بری باتیں کی جا رہی ہیں۔ اس بات پر اللہ رب العزت نے تاقیامت ابو لہب اور اس کے خاندان کو لعنت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ مال، یہ زر، یہ دولت تمہارے گلے پڑ جائے۔ یہی بات آگے چلتی ہے اور اس کے بچوں کو بھی جانور نہیں چھوڑتے، میدانوں میں، جنگلوں میں وہ تباہ ہو جاتا ہے۔ اللہ رب العزت کا قرآن میں ارشاد ہے کہ؛ ' جو اللہ اور اس کے نبی کو تکلیف پہنچاتے ہیں، اللہ نے ان پر اس دنیا میں بھی لعنت بھیجی ہے اور آخرت میں بھی ان کے لیے ذلت اور رسوائی ہے'۔

میڈم سپیکر! اللہ رب العزت نے پوری انسانیت کے لیے یہ قانون بنایا ہے کہ جو بھی شخص حضرت محمد کی ناموس میں کوئی گستاخی کرے گا، ان کی کردار کشی کرنے کی کوشش کرے گا، کوئی کتاب لکھے گا، کوئی سلمان رشدی پیدا ہو گا، کوئی ٹیری جونز پیدا ہو گا، ان سب کے لیے تاقیامت لعنت ہے، یہ تو ایک قانون ہے جو اللہ تعالیٰ نے واضح کیا ہے۔ بات اس ملک کی آتی ہے کہ اس ملک میں جو قانون نافذ کیا گیا ہے آپ اسے چاہے انگریزوں کا قانون کہیں، ضیاءالحق کا قانون کہیں، اس پر بحث بعد کی بات ہے، اصل بات یہ ہے کہ کیا یہ قانون وہی قانون ہے یا نہیں؟ اگر یہ وہی قانون ہے تو خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس کو تبدیل کرنے والا بھی واجب القتل ہو گا۔ آپ اللہ تعالیٰ کی کسی commandment کو تبدیل نہیں کرسکتے۔ جس نے اس قانون کو تبدیل کرنے کی بات کی اس نے ضرور تحفظ ناموس رسالت پر حملہ کیا، وہ بھی شاتم رسول بنے گا، یہ fact ہے اور OIC کی فتاویٰ کمیٹی کا بھی یہی متفقہ فیصلہ ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ پاکستان میں قانون تو ہے لیکن بات اس کے administrative issuesپر ہے۔ آپ کے administrative failures ہیں، آپ قانون کو دھوکا دے رہے ہیں، آپ اسے صحیح طریقے سے implement نہیں کرسکتے اور مسئلہ قانون پر آجاتا ہے۔ اس ملک میں باقی بھی قوانین ہیں، سیاسی پارٹیوں میں الیکشن نہیں ہوتے، ان سیاسی پارٹیوں میں الیکشن کرانا بند کر دیں۔ اس ملک میں student unions کے الیکشن نہیں ہونے دیے جاتے۔ Worker Factories میں کارکنوں کے لیےsafety laws ہیں، وہ implement نہیں ہوتے، انہیں بھی ختم کر دیں۔ اگر آپ کی حکومت کی machineryاس قانون کو implement کرانے میں fail ہے

تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ اس قانون کو تبدیل کریں بلکہ آپ اپنے system کو، اپنی hierarchy of bureaucracy کو set کریں، اس سے flaws اور خامیاں نکالیں۔ ہاں! یہ بات صحیح ہے کہ اس قانون کی آڑ میں بے گناہ لوگوں کو لایا گیا ہے، no doubt, رمشا مسیح کے case کے سلسلے میں میں نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ وہ بے گناہ ہے، پتا نہیں میڈیا کیوں exploit کرتا رہتا ہے، اس میں اتنی exploitation ہے۔ میری ایک تجویز ہے کہ اس کے anti ایک ایسا قانون ہونا چاہیے کہ جو اس قانون کو misuse کرے اس کو بھی سزا ملنی چاہیے۔ آپ کسی بھی شخص کو مادر پدر آزاد نہیں کر سکتے۔ میرے محترم دوست نے کہا کہ سلمان تاثیر ہم شرمندہ ہیں کہ تیرےقاتل زندہ ہیں، میرا personal opinion ہے کہ اس نے غلطی کی اور اس مقدس قانون کو کہا کہ میں اسے اپنے بوٹوں کے نیچے روندتا ہوں۔ I will say, who the hell is to say like this آپ اللہ کے قانون کو کیسے اس طرح کہہ سکتے ہیں لیکن میں اس بات پر اب بھی متفق ہوں کہ جس طریقے سے انہیں قتل کیاگیا ہے اور جس نے انہیں قتل کیا ہے وہ بھی واجب القتل ہے، اسے بھی پھانسی ملنی چاہیے۔ میں بھی اس بات پر agree ہوں۔

Madam Deputy Speaker: The court will decide that.

جناب نجیب عابد بلوچ: جناب والا! Obviously the court will decide. عدالت نے پہلے یہ decide کرنا تھا کہ سلمان تاثیر نے جو باتیں کہی تھیں وہ صحیح تھیں یا نہیں تھیں، ہم نے میڈیا پر تو سنی تھیں لیکن کسی مولوی، کسی مفتی کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اپنے کسی پیروی کرنے والے کو حکم دے کہ فلاں کو قتل کر دو کیونکہ اس نے تحفظ ناموس رسالت ﷺ پر حملہ کیا ہے، due process of the law ہونا چاہیے، Session Court, Distt. Court, High Court and Supreme Court میں ہونی چاہیے۔ میڈم سپیکر! جو blasphemy movie چل رہی ہے، امید کرتا ہوں کہ اس پر ایک اچھی discussion بھی ہو گی اور ایک بہتر way forward دیا جائے گا۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب جمال جامی صاحب۔

جناب جمال نصیر جامی: شکریہ، میڈم سپیکر! میں اس پر کچھ زیادہ بات نہیں کرنا چاہوں گا، یہاں اس پر کافی بات چیت ہو گئی ہے۔ یہ کافی حساس معاملہ ہےcontroversial بھی ہو سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ہم کوئی عالم دین نہیں ہیں اور ہمارا مذہبی knowledge اتنا نہیں ہے۔ میں یہی بات کہنا چاہوں گا کہ جیسے نجیب بلوچ نے کہا کہ اگر کوئی قانون موجود ہے اور یہاں کون ایسا شخص موجود ہے جو کہے گا کہ بھٹو صاحب کا trial fair تھا تو کیا death sentence ختم کر دینی چاہیے۔ یہاں کون ایسا شخص ہے جو کہے گا کہ کراچی میں extortion نہیں لیا جاتا تو کیا extortion کا قانون ختم کر دینا چاہیے؟ یہاں کون ایسا شخص ہے جو کہے گا کہ اجمل پہاڑی target killer نہیں تھا تو کیا target killing کا قانون ختم کر دینا چاہیے؟ یہاں improved implementation کی بات ہوئی، بالکل صحیح ہے، آپ اپنے اداروں کو بہتر بنائیں، آپ اس کی implementation کو بہتر بنائیں کہ صحیح cases file ہوں اور ان کا free and fair trial ہو۔ میڈم سپیکر! میں یہاں ایک اور بات بھی کہنا چاہوں گا کہ یہ قانون تو اپنی جگہ موجود ہے اور اس کو بدلنے کی اتنی خاص command نہیں ہے، یہاں قانون جاننے والے لوگ موجود ہیں، وہ بات کریں گے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ رمشا مسیح ہی کیوں وہ مسلمان کیوں نہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ایک مسلمان پر blasphemy کا الزام ہے تو وہ زیادہ 40%

خطرناک ہے کہ ایک اسلامی ملک میں کسی نے ایک مسلمان پر یہ الزام لگایا اور وہ جیل میں ہے۔ قانون کی implementation صرف حقوق نسواں پر ہی کیوں اور حدود آرڈیننس کو کیوں ختم کرنا؟ اس کے پیچھے کیا motives ہیں، یہ سوچیں کہ اس debate کو کہاں سے funding ہوتی ہے؟ یہ ساری غوروفکر کرنے کی چیزیں ہیں۔ آپ کا image خراب کیا جارہا ہے کہ ایک چودہ سال کی لڑکی پر یہ مقدمہ بنا۔ بہرحال رمشا مسیح رہا ہو چکی ہے۔ یہ وہ ملک ہے جہاں ایک وزیراعظم کو راولپنڈی سے ہتھکڑی لگا کر جہاز میں کراچی لایا جاتا ہے۔ یہ وہ ملک ہے جہاں ایک وزیراعظم جس کے پاس دو تہائی اکثریت تھی اسے قیدی بنا کر اس سے معاہدہ کیا جاتا ہے کہ اب تم پاکستان نہیں آسکو گے۔ یہ وہ ملک ہے جہاں ایک وزیراعظم کو جیل میں ڈالا جاتا ہے تو اس وقت اس کا وزن بہتر کلو ہوتا ہے اور جب اسے پھانسی پرلٹکایا جاتا ہے تو اس وقت اس کا وزن چھتیس کلو ہوتا ہے۔ یہ وہ وزیراعظم ہے جس نے اس ملک کو جمہوری حسن دیے۔

میڈم سپیکر! یہاں implementation کا مسئلہ ہے تو اسے بہترکریں، پاکستان میں کون سے قانون کی implementation ہوتی ہے۔ یہاں میرے دوست بلوچستان کے مسئلے کو روتے ہیں۔ ہم کراچی میں رہتے ہیں، ہم بلوچستان میں نہیں رہ رہے یا ہم ایسے شہر میں رہ رہے ہیں جہاں کہا جاتا ہے کہ 'قائد کا جو غدار ہے وہ موت کا حقدار ہے' وہاں یہ قانون ہے۔ اب یہ قانون written or unwritten جو بھی ہےimplementation تو ہورہی ہے، اس کو کون روکے گا؟ قانون سازی اپنی جگہ ہے، اسے دیکھ لیا جائے لیکن implementation ضرور کی جائے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: محترم وزیر اعظم صاحب۔

جناب محمد ہاشم عظیم: شکریہ، میڈم سپیکر! یہ بہت اہم motion House میں پیش کی گیا ہے۔ اس motion کی wording ہے کہ "This House may discuss recommendations for the improved implementation of the Blasphemy Law". سب سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہم اس میں کیسی recommendations لاسکتے ہیں؟ جس نے blasphemy کی ہے ہم نے آئین میں اس کا mental status discuss کرنا ہے۔ اگرایک دس سال کی بچی سے ایسی کوئی چیز ہوتی ہے تو ہم نے parameters discuss کرنے ہیں۔ آپ اس کا mental status دیکھیں، اس کی عمر دیکھیں، اس کی intention دیکھیں۔ Basically, blasphemy کو ان چیزوں سے relate نہ کیا جائے اور سب سے بڑی بات جو میں نے یہاں debate میں سنی وہ میں کہنا چاہوں گا کہ ہمارے معزز ممبران نے کہا کہ انہوں نے یہ کہا تھا، وہ کہا تھا، وہ ایوان میں recommendations کی بات خود لائے ہیں کہ اس آئین میں recommendations آنی چاہییں، قانون کو تبدیل ہونا چاہیے۔ میڈم سپیکر! ایک اور بات کہ ہم اکثرچیزیں misinterpret کرتے ہیں، بحیثیت قوم ہم تھوڑے سے emotional ہو جاتے ہیں۔ Blasphemy laws میں recommendations پر debate کرنا is not blasphemy. میں یہاں کسی کو defend نہیں کروں گا، میں کہنا چاہتا ہوں کہ میں، آپ یا ان میں سے بیٹھا ہوا کوئی شخص یہ بات کرے کہ کون واجب القتل ہے، کون کتنا نزدیک ہے۔ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور نیت اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ کس نے کس intention کے تحت بات کی ہے۔

میڈم سپیکر! میں اسے بالکل defend نہیں کر رہا۔ ہمارے ایک گورنر جن کا قتل ہوا، ان کی statement تھی کہ blasphemy laws are God written, they are man made تو basically debate اس طرف جا رہی تھی، ہاں! کوئی exploit کرنے والی بھی باتیں ہوتی ہیں، اشتعال انگیزی ہوتی ہے، ہمیں اس سے پرہیز کرنا چاہیے اور ایک constructive چیز کی طرف جانا چاہیے تاکہ کوئی بے گناہ نہ مارا جائے اور کسی بے گناہ کو exploit نہ ہو۔ اس لیے ہمیں اس چیز کو دیکھنا ہے کہ ہم اس میں ایسی amendment propose کریں تاکہ ہم سے کوئی ناحق خون نہ ہو۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب عبیدالرحمٰن صاحب اور محمد عمر ریاض صاحب ایک adjournment motion پیش کرنا چاہتے ہیں۔ Mr. Ubaid-ur-Rehman do you have the content of it or should I read it?

جناب عبیدالرحمٰن: جیسے آپ کی مرضی۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: اگر آپ کے پاس لکھا ہوا ہے تو پھر آپ پڑھ دیں۔

جناب عبیدالرحمٰن: جی ہاں، میں اسےپڑھ دیتا ہوں۔ یہاں بہت سی باتیں کی گئیں، ان باتوں سے ملتی جلتی یہ adjournment motion ہے لیکن بہت اہم ہے۔ ہمارے بھائی نجیب بھائی ہماےسامنے اس بات کو لائے تو اس حوالے سے یہ adjournment motion آپ لوگوں کے سامنے لکھی ہوئی موجود نہیں، میں اسے پڑھ کر سنا رہا ہوں۔

> "This House is of the opinion that the recent obnoxious movie 'Innocence of Muslims' has enraged Muslim feelings worldwide. We parliamentarians condemn the movie in all possible words and want strict measures be taken against the perpetrators and laws be made in such countries to prevent such recurring actions. We at the same time condemn the gruesome murders committed in the wake of such protests around American Embassies worldwide. We must also take efforts to ensure our minorities protection in this volatile situation".

میڈم سپیکر! اس adjournment motion کے چھ واضح different sections ہیں، میں باری باری ان پر بات کروں گا تاکہ ہمارے سامنے ایک holistic picture موجود ہو اور جب ہم اس پر بحث کریں تو وہ بحث اِدھر اُدھر نہ جائے بلکہ concentrate رہے اور in the end ہم ایک ایسے solution تک پہنچ سکیں جو تمام لوگوں کے لیے acceptable ہو اور یہ بحث in the wider worldہمارا united front پیش کر سکے۔

میڈم سپیکر! سب سے پہلے اس فلم پر بات کرنی چاہیے کہ یہ فلم ہے کیا؟ یہ فلم کب بنی تھی اور اسے بنانے کے محرکات کیا تھے؟ جب تک یہ چیزیں ہمیں سمجھ نہیں آئیں گی، ہم اس بات کو نہیں سمجھ سکیں گے اور نہ ہم صحیح تشخیص کر پائیں گے، اس وقت تک ہم یہ نہیں جان سکتے کہ ہمارا ردعمل کس طرح کا ہونا چاہیے۔ بہرحال تشخیص بہت ضروری ہے۔ یہ فلم جولائی 2011 میں بنائی گئی تھی، یعنی اس فلم کو بنائے گئے ڈیڑھ سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ یہ فلم باقاعدہ یو ٹیوب پر موجود تھی۔ اس فلم کو بنانے والے کا نام ناکولا بیسری ناکولا ہے جس نے اس فلم کو produce and direct کیا تھا اور اس کے ساتھ cast میں بھی شامل تھا۔ یہ آدمی Egyptian Coptic Christian American ہے اور یہ Egypt سے امریکہ آیا تھا۔ اس کی امریکہ میں بہت ہی different situation ہے، یہ drug trafficking میں involve رہا ہے، پیرول پر باہر آیا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ اس

کے multiple bank frauds ہیں، یعنی یہ ایسا شخص ہے جو کہیں بھی crediblehحیثیت نہیں رکھتا اور یہاں تک اس کو legal proceeding میں ایک لفظ felony استعمال کیا جاتا ہے اور اسے called a felon جس کی court of law میں گواہی بھی مشکوک سمجھی جاتی ہے۔ یہ ایسا شخص ہے جس کی بہت ہی dubious rating ہے، اس نے مذہبی جذبات کو بڑھکانے کے لیے، لوگوں کو incite کرنے کے لیے، لوگوں کو violence پر لانے کے لیے یہ فلم بنائی۔ ہمیں اس کے علاوہ یہ بات سمجھنا چاہیے کہ یہ فلم آگے پہنچانے والا بھی قصور وار ہے کیونکہ ہم یہ بات search نہیں کرتے، سوچتے نہیں ہیں کہ آخر اس کے کیا محرکات تھے؟ اس کو آگے پہنچانے والے کا نام مورس صادق ہے اور وہ بھی ایک Coptic Egyptian Christian ہے اور اس نے یہ فلم آگے forward کی تھی، پہلے یہ فلم کسی اور نام سے موجود تھی اور اسے Innocence of Bin Laden کہا جاتا تھا لیکن اس فلم کو زیادہ لوگوں تک پہنچانے کے لیے اور ان کے جذبات کو ٹھیس پہنچانے کے لیے اس کا نام بدل کر Innocence of Muslims رکھا گیا اور پھر اس کے ساتھ ساتھ یہ فلم کیونکہ انگریزی میں تھی بلکہ اسے dubbing کر کے عربی زبان میں worldwide twitter and social facebook پر --

جناب حسن اشرف: میڈم سپیکر! میرا point of order ہے کہ یہ برائے مہربانی اس فلم کا نام نہ لیں because itself promoting the movie. Thank you.

Madam Deputy Speaker: Thank you, it was not a point of way by the way.

جناب عبیدالرحمٰن: میڈم سپیکر! اگر اس پر ایسے forum پر بات نہیں کی جاسکتی تو پھر میں گلی محلوں میں بات کرنے سے رہا۔ بات یہیں ہو گی اور آپ اپنے دلوں کو کھلا رکھیں، کہیں بھی آپ کے جذبات مجروح نہیں ہوں گے۔ میں دوبارہ کہوں گا کہ Innocence of Muslims جو فلم بنائی گئی تھی، اسے آگے پہنچانے کا کام مورس صادق نے کیا تھا اور اس کا مقصد ہی یہی تھا کہ کس طرح مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کیا جائے اور اس نے اپنی مذہبی منافرت کو فروغ دینے کے لیے یہ کیا تھا۔ اب ہمیں یہ بات سمجھنے کی ضرورت ہے کہ ایسے Egyptian Coptic Christian کیوں آئے اور انہوں نے یہ کیوں کیا؟ ہوا یہ ہے کہ جو recently Islamic insurgence ہوئیں اس میں Coptic Christians کے محلات جلائے گئے، ان کے خلاف جلسے جلوس نکالے گئے، اموات ہوئیں، اس کی آڑ لے کر اس نے مسلمانوں کو hurt کرنے کے لیے یہ فلم purport کی اور اسے عربی زبان میں translate کیا۔ اس پر ڈیڑھ سال کے عرصے تک اس پر کوئی توجہ نہیں دے رہا تھا، یہ ایک دم ہمارے سامنے آئی اور enrages طریقے سے پوری مسلم دنیا میں پھیل گئی۔ میڈم سپیکر! سب سے پہلے ہمیں Innocence of Muslims کے بارے میں پوری طرح آگاہ ہونا چاہیے۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: عبیدالرحمٰن صاحب! آپ کے پاس دو منٹ اور ہیں۔

جناب عبیدالرحمٰن: جی میڈم! دوسری اہم بات یہ ہے کہ ہم اس فلم کو condemn کرتے ہیں، یہ condemnable act ہے۔ اس سے ہمارے مذہبی جذبات مجروح ہوئے ہیں، اس بارے میں ہماری proper legislation ہو چکی ہے، ہمارے پاس حضرت محمد □ کی زندگی کے واقعات موجود ہیں جن میں بتایا گیا کہ ایک شخص جو آپ □ اور آپ□ کے خاندان کے متعلق اس طرح کی باتیں کرتا تھا تو جہاں مکہ مکرمہ میں زیادہ تر لوگوں کو amnesty دے دی گئی کہ ان کے خلاف ہاتھ نہیں اٹھایا جائے گا وہاں اس شخص کے بارے

میں کہا گیا کہ اگر وہ کعبہ کے پردوں میں بھی چھپا ہو تب بھی اس شخص کو قتل کر دیا جانا چاہیے۔ اسی طرح ایک یہودی تھا جو آپ□ کی زندگی میں یہ واقعات تیار کرتا تھا اور رجس پڑھتے ہوئے آپ □ اورآپ کے خاندان کے بارے میں باتیں کرتا تھا تو جہاں ہمارے سامنے ایک واقعہ ہے وہاں دوسرا واقعہ بھی ہمارے سامنے ہے کہ آپ □نے اس کو منع کیا، آپ□ نے اس کے سامنے اسلامی تعلیمات بیان کیں لیکن اس نے ماننے سے انکار کیا اور باربار یہ کرتا رہا، بالآخر صحابہ□ نے آپ□ سے پوچھا اس وقت وہ یمن میں موجود تھا تو آپ□ نے حکم دیا کہ اگر وہ یمن میں بھی موجود ہوتو اسے وہاں جا کر چار دیواری پھلانگ کر بھی قتل کر دیا جائے۔ یہ injunction ہمیں حضور □ کی زندگی سے ملتی ہے۔ میڈم سپیکر! یہ condemnable act ہے، اس کے جو perpetrators ہیں وہ condemnable ہیں، ہمارے سامنے ایک قانون موجود ہے۔

میڈم سپیکر! اب اس context کے علاوہ بات ہونی چاہیے اور ہماری طرف سے یہ ہونا چاہیے کہ قوانین بننے چاہییں۔ ہمارے اس motion میں ایک اہم جز ہے کہ جن ممالک میں یہ چیزیں موجود ہیں، ہم ان تک اپنی یہ بات پہنچائیں کہ کس طرح مسلمانوں کے دین میں اس طرح کی باتیں موجود ہیں کہ آپ ان کے خلاف باتیں نہیں کر سکتے، ان کے خلاف جو باتیں ہوں گی، وہ ہمارے جذبات کو مجروح کرتی ہیں۔ ہمارے سامنے بین الاقوامی resolutions بھی موجود ہیں جو سامنے لائی جانی چاہییں اور وہ قوانین بھی condemnable ہیں۔

میڈم سپیکر! یہاں بہت غلط باتیں ہوئیں کہ ان لوگوں نے آپ□ کی شان میں گستاخی کے خلاف جو مظاہرے کیے ان میں جس طرح violence کا راستہ اپنایا گیا اور جس طرح ambassadorial killings ہوئیں، جس طرحscaling of walls کی گئی، جس طرح یمن، Syria میں کیا گیا، جرمنی کا سفارت خانہ خرطوم میں جلا دیا گیا جس کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں sensible acts کرنے چاہییں اور اس طرح کی باتوں میں نہیں جانا چاہیے۔

میڈم سپیکر! آخری بات یہ ہے کہ protection of minorities بہت اہم ہے۔ ہمارے ہاں اقلیتوں کو جس طرح کبھی ایک قانون کے ذریعے، کبھی دوسرے قانون کے ذریعے انہیں گھیرا جاتا ہے تو ہمیں اپنی اقلیتوں کو ensure کرنا چاہیے کہ violence کسی طرح بھی ان کے خلاف direct نہیں کیا جائے گا اور ان کو تمام جلسے جلوسوں میں proper protection حاصل رہے گی۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب عمر ریاض صاحب۔

Mr. Muhammad Umar Riaz: Thank you Madam! We all must bear this fact in mind that whoever gets involved in any kind of blasphemy deserves no leniency. Madam Speaker! we all know that this third rated movie which was undoubtedly an obnoxious act, the filming and shooting of this movie was an obnoxious act and it was aiming simply to incite the emotions and the sensationalization amongst the Muslim community. We all know that initially it was launched in English language and the *mala fide* intent is shown by the very act that it was subsequently dubbed in Arabic language so that the emotions may be insulted at a very larger scale. The Besele we all know that he is a person who does not deserves any kind of mention in any sector of the society anywhere across the word. He is a person who was continuously involved in such sort of criminal activities, who has been known to get himself involved in the drug

trafficking and bank fraud cases. He lodged this third rated movie just to incite the emotions among the Muslims and this is something which is very condemnable and this deserves serious condemnation.

We also believe the fact that this thing should be kept in mind that Muslims should not get themselves involved in un-peaceful strikes and un-peaceful demonstrations that is resulting in the loss of lives of the Muslims. We must take steps which are very important to highlight, show and express the emotions of the Muslims to the media worldwide in a very positive way. When we talked about the international organizations should do some sort of legislation and the country in which the movie was launched initially the USA should be forced to follow that particular piece of legislation but this thing should be kept in mind the USA keeping in view the domestic legislation does not takes and accepts the dictation of the UNO. It is not accepts the dictations, it is not even the signatory of the International Criminal Court. So this thing should be very clear to us that USA would not do anything as far as its legislative process is concerned under the international pressure of the international organizations.

Madam Speaker! What needs to be done that we as a forum of the Youth Parliament can convey this message and it has already been proposed by some honourable members within this party that they would be communicating personally and they will be striving harder to get themselves in contact with the key personalities in the respective websites organizations and also the dealers of those websites would be contacted and the reservations of Muslims would be conveyed to them. This is something which must be kept in mind. This is something which would pay a lot to the Muslims at large. The diagnosis of this entire thing was simply that the person who is himself called as a criminal and has already been stated by honourable member Youth Parliament Mr. Ubaid that he was a fallen and now he is release on early parole. We can not deny the fact that he must be brought to the book and the US Government should face and should show certain level of responsibility keeping in view the diverse demands from the international Muslim community in all over the world. So that similar acts may be prevented in the near future. Thank you.

میڈم ڈپٹی سپیکر: محترمہ ثمن احسن صاحبہ۔

محترمہ ثمن احسن: شکریہ، میڈم سپیکر! میں جو بات کہنا چاہتی ہوں پتا نہیں ایوان کو وہ اچھی نہ لگے لیکن personally میں یہ feel کرتی ہوں کہ اگر کوئی غیر مسلم blasphemy کر رہا ہے تو اس سے پہلے ہمیں اپنے آپ کو دیکھنا چاہیے کہ ہم حضور □ کی سنتوں پر کتنا عمل کرتے ہیں؟ دوسری چیز یہ ہے کہ جیسے یہ act ہوا اور ہم مظاہروں میں املاک کو نقصان پہنچاتے ہیں، آپ مجھے بتائیں کہ یہ کس کا نقصان ہے؟ کیا یہ اس شخص کا نقصان ہے جس نے یہ فلم بنائی ہے؟ کیا امریکی حکومت کو کوئی نقصان پہنچ رہا ہے؟ ہمارے ہاں لوگ مر رہے ہیں، گاڑیاں جل رہی ہیں، پٹرول پمپ نظر آتش ہو رہے ہیں، یہ کس کو نقصان پہنچ رہا ہے؟ آپ انہیں اس طرح جواب دیں تاکہ انہیں تکلیف ہو، آپ اپنے پیارے نبی □ کی سنتوں پر مکمل عمل کریں۔ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد □ تمام انبیاء کی خوبیوں کا مجموعہ ہیں اور ان کی امت تمام انبیاء کی امتوں کی جو برائیاں تھیں اور جن پر ان کو عذاب ہوتا رہا، ان برائیوں کا مجموعہ ہے۔ آج ہم میں کیا کیا برائیاں ہیں۔ آپ انہیں اس طرح سے بدلہ لیں کہ آپ حضرت محمد □ کی سنتوں پر عمل کریں، آپ اپنے دین پر

عمل پیرا رہیں، جس طرح ایک غیر مسلم ملک میں احتجاج کے طور پر قرآن مجید کے نسخے translation کے ساتھ بانٹے گئے ہیں تو وہ کتنا اچھا عمل ہے۔ میں صرف یہ کہنا چاہوں گی کہ اپنی املاک کو نقصان نہ پہنچایا جائے۔ اپنا قبلہ خود درست کریں اور حضور کی سنتوں پر عمل کریں۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: محترم قائد حزب اختلاف۔

جناب تبریز صادق مری: شکریہ، میڈم سپیکر! سب سے پہلے میں اس motion کے movers کو مبارکباد دینا چاہوں گا، it is certainly a condemnable act اور ہم سب اس کو condemn کرتے ہیں۔ I would also agree with Ms. Saman Ahsen کہ ہمیں ضرورت ہے کہ ہم ایسے decisions لیں اور ہمیں اپنا نقصان نہیں کرنا چاہیے۔ I think a right way should be that امریکہ کو یہاں کوئی تکلیف ہوتی ہے تو وہ ہمارے لوگوں کو اٹھا کر گوانتاناموبے لے کر جا سکتا ہے تو میرے خیال میں اس واقعے سے مسلم دنیا کی جو دل آزاری ہوئی ہے we also should demand کہ جس نے یہ فلم بنائی ہے اسے ہمارے حوالے کیا جائے یا اسے سزا دی جائے۔ ہمیں اپنا نقصان نہیں کرنا چاہیے.and this is a condemnable act. Thank you

جناب حفیظ اللہ وزیر: میڈم سپیکر! میں کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔

میڈم ڈپٹی سپیکر! جی مختصر بات کیجیے گا۔

جناب حفیظ اللہ وزیر: شکریہ، میڈم سپیکر! گستاخ رسول کی بات آج کی نہیں ہے جب حضور پیغمبر بنے، اس وقت سے یہ بات آرہی ہے۔ اُس وقت جب حضر محمد نے نبوت کی بات شروع کی تو کسی نے انہیں جادوگر کہا، کسی نے کیا کہا، کسی نے کیا کہا اور آج بھی یہی ہو رہاہے، بیچ میں صرف ایک duration آتی ہے جس میں خاص کر خلفائے راشدین کا دور آتا ہے اور بعد میں مسلمان حکمران جو پوری دنیا پر حکومت کرتے تھے۔ کفار اپنے بچوں کو مسلمان کا نام لینے سے ڈراتے تھے لیکن آج ہماری حالت یہ ہے کہ ہم اپنے بچوں کو گھر میں خاموش کرانے کے لیے انہیں کہتے ہیں کہ خاموش ہو جاؤ بیٹا، اوبامہ کے جہاز آرہے ہیں، بیٹا خاموش ہو جاؤ امریکی فوجیں آرہی ہیں۔ ہم نے خود کو اتنا کمزور بنا دیا ہے کہ امریکہ ہمیں جو بھی کہتا ہے وہ ہم مان لیتے ہیں۔ حضرت محمد کا طریقہ کار، ان کی سنتیں اور ان کی تعلیمات ہم نے چھوڑ دی ہیں۔ یہ نہیں کہ آج ہم گستاخی رسول پر بندوقیں اٹھائیں، احتجاج کریں، اپنے اداروں کو تباہ کریں، اپنی جانوں کا نقصان کریں بلکہ ایسے عمل کیے جائیں جس سے اسلام promote ہو۔ ان کافروں کے بھی اپنے مذاہب ہیں، وہ بھی اپنا religion promote کرنا چاہتے ہیں، ہم مسلمان ہیں، ہم نے اپنے دین کو اپنی جگہ پر روک رکھا ہے، اس کو promote کرنے کے لیے کوئی کوشش نہیں کر رہے ہیں۔ اس لیے کوشش کرنی چاہیے کہ اسلام کو زیادہ سے زیادہ preach کیا جائے اور دنیا کے کونے کونے تک اسے پہنچایا جائے۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ، محترم وزیراعظم صاحب۔

جناب محمد ہاشم عظیم: شکریہ، میڈم سپیکر! ہم اس واقعے کو condemn کرتے ہیں اور اس پر کوئی دو رائے نہیں ہے لیکن میرے خیال میں اس کا procedure کیا ہونا چاہیے؟ اس کے لیے کیا لائحہ عمل ہونا چاہیے جس کے تحت ہم اسے آگے pursue کریں۔ میرے خیال میں as a nation, as a country, جب ہم آگے move کرتے ہیں، ہم OIC and Islamic countries کو brief کر کے سارے ممالک امریکی حکومت پر ایک pressure

built کریں کہ ایسے شخص کو جو مشکوک قرار دیا جاتا ہے، وہ drug trafficking میں ملوث رہا ہے، اس کے علاوہ اس پر بنک فراڈ کا بھی مقدمہ بنا رہا تو ایک ایسے شخص کی طرف سے جب اس طرح کے عمل آتے ہیں اور ہمارے سب کے احساسات مجروح ہوتے ہیں تو ہمیں اپنی اپنی domain میں رہتے ہوئے جس طرح ہم نے ایک حدیث سنی تھی جس کا مفہوم یہ تھا کہ اگر برائی کو دیکھو تو ہاتھ سے روکنے کی ہمت ہے تو اس سے روکو نہیں تو زبان سے اگر وہ بھی نہ ہو سکے تو دل میں ہی برا کہہ لو۔ میں ایوان میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ یہ ایک case ہمارے سامنے آیا ہے، ہم نے اس کو end تک لے کر جانا ہے، ہم نے اپنی طرف سے کوشش کرنی ہے لیکن ہم سب کی کیا responsibility ہے؟ جس طرح یہاں برما کے مسلمانوں کی بات ہوئی تھی تو میں نے ایوان میں کہا تھا کہ ہم کاغذ تو بھر لیتے ہیں، ہم یہاں motion and resolution لانے کی باتیں کرتے ہیں لیکن ہم اپنی اپنی field میں اس کے لیے کیا کرتے ہیں؟ ہم کیوں نہیں protest کرتے؟ ہم باہر کیوں نہیں نکلتے؟ ہم اپنی آواز کو آگے تک کیوں نہیں پہنچاتے؟ اس معاملے پر ہم نے بھی protest کی باتیں کیں، ہم جہاں ابھی ایک letter draft کررہے ہیں، حکومت کو لکھیں، امریکی حکومت کو یا Google or youtube تو اس پر ہماری اپنی بھی responsibility بنتی ہے کہ ہم اپنی اپنی domain میں رہ کر اس کو condemn کیا جائے اور باہر نکلا جائے۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. The House is adjourned to meet on 20th September, 2012 at 13:30 p.m.

(The House was then adjourned to meet again on 20th September, 2012 at 13:30 p.m)